ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۱۸؍ جولائی ۱۹۹۷ء شمارہ ۲۹
۱۳؍ ربیع الاول ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۱۸؍ وفا ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے

بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے مثلاً غصہ میں آکر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں، فوجداریاں ہو جاتی ہیں، مگر اگر کسی کا ارادہ ہو تو بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہوگا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی جیسے فرمایا ﴿ولا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین﴾ (الانعام: ٦٠) سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا، لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے۔ وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے۔ لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اسکے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "من عاد لی ولیا فقد اذنته بالحرب" (الحدیث)۔ جو شخص میرے ولی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے۔ اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے۔ جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے تو خدا اس کا کس قدر معاون و مددگار ہوگا۔

لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آ جاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۱۰،۹)

ہر شخص نمازی ہو جائے۔ ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کریم پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو۔ اور پھر قرآن کریم سمجھ کر پڑھے

مسجد احمدیہ ددوالمیال سے متعلق تکلیف دہ عدالتی فیصلہ۔ مکرم مرزا نسیم احمد صاحب مرحوم کا ذکر خیر

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۴؍ جولائی ۱۹۹۷ء)

کینیڈا (۴؍ جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الاسلام ٹورنٹو، کینیڈا میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آج خطبہ میں خصوصیت سے مساجد کی آبادی اور تقویٰ اور نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم میں باقاعدگی اور قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنے کی بھی تاکیدی ہدایت فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید کا تقویٰ کے ساتھ مطالعہ لازم کیا گیا ہے۔ تقویٰ کے نتیجہ میں قرآن کریم پر غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم عطا ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے۔ کوئی بھی ایسا نہ ہو سوائے شرعی عذر کے جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو۔

حضور نے مساجد کی تعمیر اور ان کی آبادی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ چند گھروں کو اگر یہ توجہ ہو کہ ہم نے اپنے اندر ایک مسجد بنانی ہے تو خدا کے فضل سے انہیں اس کی توفیق مل جاتی ہے۔ مسجد کے تعلق میں خدا خود توفیق بڑھایا کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر مسجد میں پانچ وقت کی نماز ہونی چاہئے۔ اگر مرد سارے کام پر چلے جائیں تو

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ، ۲۸؍ جون ۱۹۹۷ء:

آج مکرم محترم عطاء المجیب صاحب راشد نے بچوں کی کلاس لی اور سورہ فاتحہ کا لفظی ترجمہ سننے کا بطور ٹیسٹ انتظام کیا کہ وہ ترجمہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ مکرم اخلاق احمد صاحب انجم اور مکرم فیروز عالم صاحب نے سورہ الفاتحہ کے علاوہ سورہ البقرہ کی پہلی سترہ آیات کا بھی لفظی ترجمہ سنا۔ ٹیسٹ میں لڑکے اور لڑکیاں شامل تھیں۔

اتوار، ۲۹؍ جون ۱۹۹۷ء:

آج کے پروگرام میں انگریزی جاننے اور بولنے والے زائرین کے ساتھ پروگرام ملاقات جو ۱۹؍ مارچ ۱۹۹۴ء کو ایم ٹی اے پر پیش کیا گیا تھا دوبارہ نشر ہوا۔ زائرین میں زیادہ تعداد غانا کے افراد کی تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے غانا کے لوگوں کے اخلاص اور دوسرے اوصاف کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ آج سے قبل اس پروگرام کا نام "بات چیت" تھا لیکن کثرت رائے سے آج کے بعد یہ پروگرام "ملاقات" کے نام سے موسوم ہوگا۔ مکرم اسماعیل آڈو صاحب نے جو ایتھوپیا میں سفیر بھی رہ چکے تھے آج کی ملاقات میں غانا کے نمائندے کے طور پر تعارف کے فرائض ادا کئے۔ حضور انور نے غانا کے دورے کے دوران وہاں کے Chiefs کے ساتھ تجربات کا ذکر فرمایا۔ اس مجلس میں کئے گئے سوال و جواب اختصار کے ساتھ پیش ہیں:

☆ اسلام کے معنے امن کے ہیں لیکن مسلم ممالک میں بدامنی کی کیا وجہ ہے؟
حضور نے فرمایا ظاہر بات ہے کہ جہاں امن نہیں وہاں اسلام نہیں۔ اسلام جہاں بھی ہوگا وہاں ہر قسم کا امن ہوگا۔

☆ حضور نے خلافت پر متمکن ہونے والے پہلے خطاب میں بھی دعوت الی اللہ پر زور دیا۔ اگرچہ پہلے خلفاء بھی زور دیتے رہے ہیں کیا اس زور دینے کی خاص وجہ ہے؟
حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے حساب کے مطابق یہ وقت تبلیغ کے لئے بہت ہی مناسب ہے۔ عوام پیغام اسلام سننے کے لئے تیار ہیں۔

☆ یو۔کے۔ میں دوسرے ممالک کے مقابلے میں کم بیعتیں ہوئی ہیں۔ کیا سرزمین انگلستان اسلام کے لئے زرخیز نہیں؟
حضور انور نے اس پر برجستہ فرمایا زمین کا قصور نہیں، قصور کسان کا ہے۔

سوموار، ۳۰؍ جون ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۹۳ جو ۳۱؍ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ آرسینک بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ مثلاً سر درد، کثرت پیشاب، میگرین، ذہنی دباؤ اور اعصابی تناؤ، رحم کی تکلیفیں جو دماغی امراض میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔ ان دونوں تکلیفوں میں بھی آرسینک مفید ثابت ہوتی ہے۔ آرم میور ۱۰۰۰ خودکشی کے رجحان کو روکتی ہے۔ گینگرین کے لئے آرسینک CM تیر بہدف علاج ہے۔ حضور نے دواؤں کی وضاحت کے لئے اپنے پرانے مریضوں کے تجربات کا ذکر فرمایا۔

منگل، یکم جولائی ۱۹۹۷ء:

آج جرمنی میں منعقدہ ایک سوال و جواب کی مجلس

باقی مختصرات اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ سے

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

کے موضوع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور معرکۃ الآراء خطاب کا متن شائع کیا جا رہا ہے جو حضور ایدہ اللہ نے ۱۹۸٦ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔

(ملاحظہ فرمائیں صفحہ نمبر ۳ پر)

عورتیں بھی پردہ کی رعایت سے مسجد میں جاکر اسے آباد کر سکتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ تقویٰ کا بہت گہرا تعلق مسجد سے ہے کہ مسجد کے بغیر تقویٰ آتا نہیں اور تقویٰ کے بغیر مسجد کو زینت نہیں ملتی۔ ہر شخص کا متقی ہونا ضروری ہے ورنہ وہ مساجد کو آباد نہیں کر سکتا اور اگر متقی مساجد کو آباد کرے گا تو ان مساجد کو بہت برکت ملے گی۔

حضور نے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کے حوالے سے ایمان بالغیب اور اقامت الصلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کے مضامین کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز کے قیام کے لئے مسجدیں ضروری ہیں لیکن اور بہت سے کام ہیں جو اس سلسلہ میں کرنے والے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی سب چیزوں میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی خاطر قدم بڑھانے کے لئے اپنے اوپر اس طرح خرچ کرتے ہیں کہ وہ خدا کے قریب پہنچ جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ آپ یہ دیکھیں کہ آپ نے اپنے لئے اور اپنی اولاد کی تربیت کے لئے اپنی صلاحیتوں کو کیسے صرف کیا۔ حضور نے فرمایا کہ ایسی سوسائٹی میں جہاں ہر طرف شیطان کی آوازیں آپ کو بلا رہی ہیں اگر آپ کے بچوں کو نماز کی عادت نہیں ہے تو نہ وہ آپ کے کام آسکیں گے اور نہ اپنے آپ کو بچا سکیں گے۔ آپ میں سے ہر ایک کے خاندان میں ہر شخص نمازی ہو جائے۔ یہ سفر وہ ہے جسے نظام جماعت مستقلاً جاری نہیں کر سکتا۔ ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کی طرف توجہ دے، قرآن کے معانی کی طرف توجہ دے۔ ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو۔ اور پھر قرآن کریم سمجھ کر پڑھے۔ پھر جو سوالات اٹھیں تو اس کے حل کا ایک طریق تو یہ ہے کہ جو قرآن نے بتایا ہے کہ تم اولوا العلم کے پاس جایا کرو۔ اس سے بڑھ کر دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں اور اس سے التجا کریں کہ وہ آپ کو سمجھا دے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، اسی طرح تفسیر صغیر، تفسیر کبیر کا مطالعہ کریں اور ساتھ ساتھ اپنے حاصل کردہ علم کو پرکھتے رہیں۔ اگر وہ ان کسوٹیوں پر پورا نہ اترے جو اولوا العلم کی کسوٹیاں ہیں تو اسے چھوڑ دیں۔

حضور نے فرمایا عرفان سے پہلے علم ہونا چاہئے۔ بغیر علم کے جو عرفان ہے وہ خیالی عرفان ہے۔

حضور نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ہر گھر نمازوالوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں تلاوت قرآن کریم ہو اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھیں۔ یہ کام کرلیں گے تو پھر اردگرد مساجد بنانی شروع کریں۔ وہ گھر جس کے رہنے والے خدا کے گھر نہیں بساتے قرآن کریم اور حضرت محمدؐ رسول اللہ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے گھروں کو ویران کر دیا جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخر پر ایک تکلیف دہ خبر مسجد احمدیہ دوالمیال (پاکستان) کے متعلق سنائی کہ یہ مسجد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہی جماعت کے قبضہ میں ہے۔ سو سال سے زائد عرصہ سے یہ ہمارے پاس تھی۔ اس سال جنوری میں مولویوں نے وہاں شرارت کی اور ایک سول جج کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اور اچانک ۳۰؍جون کو ہمارے خلاف فیصلہ دیا گیا کہ احمدی مسجد میں داخل نہ ہوں اور نمازیں نہ پڑھیں۔

حضور نے فرمایا کہ احمدیوں کو مسجد سے کوئی محروم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا نے میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے پہلے جب بھی احمدیوں سے مسجد چھینی گئی ہے خدا نے اس سے سینکڑوں گنا زیادہ مساجد کی تعمیر کی توفیق بخشی۔ پس ایسی مسجدیں بناؤ جو خدا کی نظر میں عظمت رکھتی ہوں کیونکہ وہاں جانے والے تقویٰ کی زینت لے کر جائیں اور خدا کے پیار کی نظر ان پر پڑے اور اللہ کی رحمتوں کا ذاتی تجربہ وہ حاصل کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے یہ افسوس ناک خبر بھی سنائی کہ حضور کی اہلیہ مرحومہ کے بڑے بھائی مکرم مرزا نسیم احمد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ حضور نے مرحوم کے ساتھ اپنے ذاتی تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں بعض ایسی خوبیاں تھیں جو ان کو منفرد کرتی تھیں۔ سب سے اہم یہ کہ کبھی کسی کی برائی نہیں کی، کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا۔ ایسے انسان یقیناً اللہ کے پیارے ہوا کرتے ہیں۔ جب بھی بات کی شگفتہ کی۔ مزاح کی عادت تھی مگر ایسا لطیف مزاح اور اس کا انداز ایسا کہ اچانک مجلس کھلکھلا اٹھتی تھی۔ غریبوں کے ہمدرد، دل کے بہت نرم لیکن خفیہ ہاتھ سے خدمت کرنے والے۔ کچھ عرصہ قبل حضور ایدہ اللہ کی سب سے چھوٹی بیٹی صاحبزادی طوبیٰ سلمہا اللہ کی شادی ان کے بیٹے عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب سے ہوئی ہے۔ حضور نے مرحوم کی مغفرت کی دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ساری اولاد کو صبر اور ہمت عطا فرمائے۔

حضور ایدہ اللہ نے نماز جمعہ و عصر کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

خطبات جمعہ و مجالس سوال وجواب کا انڈیکس فلاپی ڈسکس پر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبات جمعہ اور مجالس سوال وجواب (سال ۱۹۸۲ء سے سال ۱۹۹۶ء تک) کا انڈیکس اب فلاپی ڈسکس (۳ء۵ انچ) پر بھی دستیاب ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے تیار کردہ اس انڈیکس کی مدد سے آپ بآسانی مطلوبہ کیسٹس (آڈیو، ویڈیو) حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ فلاپی ڈسکس حاصل کرنے کے لئے انچارج شعبہ آڈیو ویڈیو، یو۔کے۔ سے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

16 Gressenhall Road, London. SW18 5QL. U.K.

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر آڈیو ویڈیو کے سٹال پر بھی یہ دستیاب ہونگی

☆......☆......☆

بقیہ مختصرات از صفحہ اول

کا پروگرام دکھایا گیا۔ سوال وجواب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے۔

☆ایک صاحب نے سوال کیا کہ اکثر مسلمان ممالک میں لڑائیوں کی خبریں سنتا ہوں حالانکہ اسلام دین امن ہے۔ حضور کی اس بارہ میں کیا رائے ہے؟

حضور انور نے سائل کی توجہ عیسائیت کی تاریخ اور سولہویں صدی کے سپین کی طرف مبذول کروائی۔ اور تاریخی تفاصیل پر روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا کہ جب مذہب میں Irrationality راہ پا جائے تو راستی کو نقصان پہنچتا ہے۔ جو اس وقت عیسائی کر رہے تھے اس وقت مسلمان کر رہے ہیں۔ یعنی اسلام کو حصول اقتدار کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ جب ہم یعنی احمدی ان کو قرآن اور حدیث کی طرف بلاتے ہیں تو ہماری بات کی طرف کان نہیں دھرتے۔ ہم ایسے مسلمانوں سے اتفاق نہیں کرتے ہم مغرب کو کہتے ہیں کہ آپ انہیں بتائیں کہ آپ اسلامی تعلیم کے خلاف کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ایک دفعہ اسرائیلی پرائم منسٹر نے جب فلسطینی مسلمانوں نے یہودیوں کی عورتوں اور بچوں سے بھری ہوئی بس کو بم سے اڑا دیا تھا تو کہا تھا کہ اسلام تو حالت جنگ میں بھی عورتوں اور بچوں کو مارنے سے منع کرتا ہے۔

☆ایک اور سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ انڈسٹریل مغرب اور مشرقی مسلمان دونوں ہی قصوروار ہیں۔ اسلام کے نام پر لوگوں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اس مذہب کے نام پر جس کی حقیقت کو وہ بہت کم جانتے ہیں۔ مسلمانوں کو ڈپلومیٹ فرنٹ پر شکست کا سامنا ہے۔ مغربی دنیا علوم اور سائنس میں بہت آگے ہے اس لئے ملا انتقام لینا چاہتا ہے۔ مسلمان بھی دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ تو وہ ہے جن کے لیڈر اپنی بقا مغربی طاقتوں کے ساتھ وابستہ گردانتے ہیں۔ ملاں کو اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں اسلامی روحانیت کو جو نقصان پہنچتا ہے پہنچتا رہے۔ بلکہ ملاں خود بداخلاقی اور جرم سکھاتا ہے۔ وہ اسلام کا سودا کر کے اقتدار حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ایرانی، عراقیوں کو اور عراقی ایرانیوں کو مارتے ہیں اور مسلمان مسلمان کے ہاتھوں مارا جا رہا ہے۔ ادھر عیسائی پبلک کو بھی عیسائیت میں کوئی دلچسپی نہیں رہی صرف سلوگن باقی رہ گیا ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ سب مل کر بداخلاقی کے خلاف متحد ہوں اور اخلاقی معیار جو قدر مشترک ہے اسے بلند کریں۔

☆آپ کہتے ہیں کہ آپ تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ مغرب میں لوگ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور وہ چرچ کو چھوڑ گئے ہیں اور سائنسی میلان کی وجہ سے وہ معجزات وغیرہ پر یقین نہیں رکھتے۔ آپکے خیال میں ہمارے مغربی چرچ میں کیا نقص ہے کہ لوگ ان سے دور ہو گئے ہیں۔ حضور نے کافی تفصیلی جواب سے سائل کی تشفی فرمائی۔ آخر میں مئیر صاحب کی خدمت میں کچھ کتب بطور تحفہ پیش کی گئیں۔ میئر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں Log Book کچھ ریمارکس اور دستخطوں کے لئے پیش کی۔

بدھ، ۲؍جولائی ۱۹۹۷ء:

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات جرمنی میں بوزنین اور البانین زائرین کے ساتھ تھی۔ جو حضور انور کے دورہ جرمنی کے دوران ریکارڈ کی گئی تھی۔ اس میں ذیل کے سوال کئے گئے:

☆امام مہدی پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟ بوزنیا میں پہلی مسجد کب تعمیر کی جائے گی؟ کیا ہمیں سیدھا راستہ دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کسی کو بھیجے گا؟ ہم نے سنا ہے کہ امام مہدی نے آنا ہے اگر وہ ہمیں صحیح راستے پر ڈال دے تو کیا وہ ہمیں ہمیشہ کے لئے سیدھے راستے پر ڈال دے گا۔

☆بہت سے بوزنین اب واپس بوزنیا جا رہے ہیں۔ اور وہاں خوجے احمدیوں کے بہت خلاف ہیں ان سے کیسے بچا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ خوجوں کے مقدر میں جھوٹ سے کھانا کھانا لکھا ہے۔ یہ ان کی تجارت ہے۔ اس لئے آپ ہمت سے کام لیں۔ آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے رستے پر چلیں۔ ہم بھی آپ کے لئے دعا کریں گے اور آپ بھی اپنے لئے دعا کریں۔ یقین رکھیں کہ خدا تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا۔

☆بعض دیگر سوالات جن کے جوابات حضور نے عطا فرمائے حسب ذیل ہیں:۔

آپ بوزنین لوگوں کے پاس تیس چالیس سال پہلے کیوں نہ آئے، بہت سے لوگ احمدیوں کے خلاف ہیں آپ ان کے لیڈرز سے مل کر اختلافات دور کیوں نہیں کرتے۔ قرآن کریم نے دین کی تکمیل کے بارے میں کہا ہے اور مسلمان اس وقت ۷۳ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ تثلیث والے پھل پھول رہے ہیں۔ اور وحدانیت کے پرستار زوال پر ہیں۔ ان سوالات کے مفصل جوابات حضور نے ارشاد فرمائے۔

جمعرات، ۳؍جولائی ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۴۰ جو یکم نومبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ اس میں ہرنیا کی وجوہات اور علاج کی وضاحت کی گئی تھی۔ آکوپنکچر طریق علاج پر حضور ایدہ اللہ نے دلچسپ پیرائے میں روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا کہ چینی طب کا تعلق ایک قدیم ترین نیک بزرگ کے ایک کشف سے ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ دریا سے باہر ایک گائے سے ملتا جلتا جانور نکلا جس کی پیٹھ پر کچھ لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ جب لکیروں کا نقشہ ان کے ذہن نشین ہو گیا تو جانور غائب ہو گیا۔ انہی لکیروں کی مدد سے ایک طبی سائنس وجود میں آئی۔

جمعۃ المبارک، ۴؍جولائی ۱۹۹۷ء:

آج کے پروگرام میں جرمنی میں حضور انور کے سوال وجواب کی مجلس کا آخری حصہ پیش کیا گیا۔ ایک صاحب نے آج کل کی مادہ پرستی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے جرمنی کو خاص طور پر مجرم گردانا۔ حضور کے اس سوال پر کہ آپ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں تو انہوں نے دل کی طرف اشارہ کیا کہ میرا ملک محبت بھرا دل ہے۔ بہر حال حضور نے دلنشیں طریق سے ان صاحب کو مطمئن فرمایا اور دنیا کو مادہ پرستی سے روحانیت کی طرف لانے کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر وضاحت سے فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ مادہ پرستی کے اس گناہ میں صرف جرمنی ہی نہیں ساری دنیا ہی ملوث ہے۔ اس مہلک بیماری کا علاج خدائے واحد پر پختہ ایمان اور مخلوق کی بھلائی کے لئے ماں کی طرح بے لوث قربانی کی عادت ہے۔

☆ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ آپ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

(ا۔م۔ج)

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
برموقع جلسہ سالانہ یو کے، ۱۹۸۶ء

آغاز اسلام سے لے کر آج تک اسلام اور عالم اسلام کو دشمنوں سے اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا خود بعض سادہ لوح مسلمان علماء کے ہاتھوں پہنچا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ دشمنان اسلام نے بھی اکثر اوقات ان سادہ لوح علماء کے جاہلانہ فتووں کو ہی بنیاد بنا کر اسلام پر حملے کئے ہیں۔ علماء میں یہ غلط رجحان اس لئے پیدا ہوا کہ انہوں نے اپنے سیاسی اور تمدنی ماحول سے متاثر ہو کر اسلام کے بعض احکامات کی ایسی تشریحات کو جو سیاسی رنگ لئے ہوئے تھیں ترجیح دی اور قرآن کریم کی واضح تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کو پس پشت ڈال دیا۔

"قتل مرتد" کا عقیدہ بھی ان غلط رجحانات اور بے بنیاد نظریات میں سے ایک ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس خوفناک عقیدہ کی کوئی بنیاد نہ تو قرآن کریم میں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی سنت طیبہ میں، بلکہ یہ محض ایک سیاسی نظریہ تھا جسے عباسی خلفاء اور دوسرے حکام نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے بعض متعصب علماء کی مدد سے اختراع کیا۔ یہاں تک کہ اس دور کے دوسرے متعصب علماء بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور بد قسمتی سے بعد میں آنے والے علماء کی اکثریت نے جو انہی علماء کے مکاتب فکر کے زیر سایہ پروان چڑھی تھی، اس نہایت خطرناک غیر اسلامی نظریہ کو بغیر کسی تحقیق اور تنقید کے قبول کر لیا۔ اس ناپاک عقیدہ کے نہایت خوفناک نتائج نکلے یہاں تک کہ علماء اسلام کو محض معمولی اختلافات پر خود علماء سوء نے مرتد قرار دیا اور حکام اور صاحب اثر و نفوذ علماء نے اس ہتھیار کو اپنے مخالفین کے خلاف خوب خوب استعمال کیا۔ تاریخ اسلام کے یہ نہایت دردناک ابواب سپین میں عیسائی حکومتوں کی یاد دلاتے ہیں جب اس قسم کے نظریات کے قائل عیسائیوں نے خود اپنے عیسائی بھائیوں کو معمولی اختلافات پر نہایت وحشتناک سزائیں دیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خطاب میں تاریخ اسلام کے اس تاریک دور کے واقعات کی تفصیل میں جانے سے عمداً اجتناب کرتے ہوئے اس ناپاک اور فاسد عقیدہ کا ہر پہلو سے تجزیہ کر کے قرآن کریم، سنت نبویؐ اور خلفاء راشدین کے زمانہ کے تاریخی واقعات کی روشنی میں اس عقیدہ کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اسلام کے نہایت حسین چہرے کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش اس بھیانک نظریہ کے ذریعہ کی گئی۔ چنانچہ یہ فاسد نظریہ ہی وہ سب سے خطرناک ہتھیار تھا جسے دشمنان اسلام نے سب سے بڑھ کر اسلام کے خلاف استعمال کیا۔

ان حقائق پر مشتمل یہ عظیم خطاب امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یو کے پر بتاریخ ۲۷ر جولائی ۱۹۸۶ء بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) ارشاد فرمایا۔ امید ہے یہ خطاب غیر متعصب محققین کو اسلام کی صحیح اور پاک تعلیمات کو بہتر رنگ میں سمجھنے میں مدد دے گا اور اسلام کے دفاع کے لئے، خصوصاً اس میدان میں، ان کے اندر نئی روح پھونک دے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

یاد رہے کہ اس خطاب کو کتابی صورت میں ڈھالتے وقت حضور انور ایدہ اللہ نے بعض مناسب ترامیم اور مفید اضافے فرمائے ہیں۔ ادارہ الفضل یہ نہایت اہم خطاب اپنی ذمہ داری پر قسطوار شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

أَشْهَدُ أَن لاَّ إِلَٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ ۝ آمين

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

(سورہ المائدہ : ۵۵)

عالم اسلام اس دور آخرین میں شدید قسم کے خطرات میں گھرا ہوا ہے اور اسلام دشمن طاقتیں خواہ وہ مشرق سے تعلق رکھتی ہوں یا مغرب سے تعلق رکھتی ہوں، نئے نئے حربوں سے اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہیں اور سب سے بڑی دردناک حقیقت یہ ہے کہ آج اسلام پر حملہ کے لئے اسلام ہی کے ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں اور عالم اسلام پر حملہ اسلام ہی کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ آج ایک عمومی نظر جب عالم اسلام پر آپ ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ اسلام کے مخالفین سے تلوار کا جہاد حلال قرار دینے والے اور اسلام کے مخالفین کو بزور شمشیر مفتوح اور مغلوب کرنے والے، مسلسل ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں اور عالم اسلام کی تلوار عالم اسلام ہی کے خلاف اٹھ رہی ہے اور عالم اسلام کے خنجر عالم اسلام کے سینوں ہی میں گھونپے جا رہے ہیں۔ خواہ ایران اور عراق کا اختلاف ہو یا فلسطین کے مجاہدین کے دو گروہوں کا، یا شام اور اردن کا اختلاف ہو یا لیبیا یا مصر کا اختلاف، کسی پہلو سے بھی عالم اسلام پر نظر ڈالیں تو آج اسلام کی طاقتیں عالم اسلام ہی کے خلاف ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں۔ اور عجیب بات ہے کہ آج اسلام دو متحارب کیمپوں میں اس طرح بٹا ہوا ہے کہ اسلام کے بعض ممالک قرآن اور سنت کی تعلیم پیش کرتے ہوئے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اسلام کا رنگ سرخ ہے اور اسلام اور اشتراکیت میں سوائے نام کے عملاً کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ ہاں ایک فرق ہے کہ خدا کو اشتراکیت میں ڈال دو یا اسلام سے خدا کو نکال دو، دونوں صورتوں میں یہ دونوں نظریہ حیات بالکل ایک سے دکھائی دیں گے اور دوسری طرف اسلام ہی کے نام پر مغربی استعماریت کی پرزور نمائندگی کی جا رہی ہے۔ گویا اسلام دنیا میں کیپٹلزم کو تقویت دینے کے لئے آیا تھا اور اس کے سوا اسلام کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔

عالم اسلام کے خلاف خوفناک سازش

حال ہی میں اس ضمن میں مغربی استعمار کے زیر اثر مسلمان قوموں میں بعض ایسے نظریات کو عمداً ایک منصوبے کے تحت فروغ دیا جا رہا ہے جس کے نتیجہ میں یہ جنگ ملکوں ملکوں کی نہیں رہے گی بلکہ ہر مسلمان ملک کے اندر ایک خانہ جنگی کی صورت اختیار کر جائے گی۔ ان حربوں میں سے سب سے بڑا حربہ قتل مرتد کا عقیدہ ہے۔ اور وہ تمام اسلامی ممالک جو بالخصوص امریکہ کے زیر نگیں ہیں اور امریکہ کی حمایت علی الاعلان کرتے ہیں اور اس کی سرپرستی میں اپنے تمام نظام حیات کو تشکیل دے رہے ہیں ان ممالک میں یہ نظریہ بڑی شدت کے ساتھ اٹھایا جا رہا ہے اور اس پر وسیع پیمانے پر عمل در آمد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس لئے میں نے آج ضروری سمجھا کہ قتل مرتد کے موضوع پر اسلام کی سچی، حقیقی اور دائمی اور انتہائی حسین تعلیم آپ کے سامنے رکھوں تاکہ جہاں تک آپ کا بس چلے اس انتہائی کریہہ اور خوفناک سازش کا اپنے اپنے دائرہ اختیار میں، اپنی اپنی حدود میں مقابلہ کریں۔

مسلمان اور مرتد کی تعریف

قتل مرتد کے عقیدے پر تفصیلی بحث سے پہلے یہ ضروری ہے کہ دو بنیادی اصطلاحوں کی تعریف کی جائے، مسلمان کون ہے؟ اور مرتد کسے کہتے ہیں اور مرتد کیسے بنتا ہے؟

اس پہلو سے جب میں نے نظر دوڑائی تو مجھے اس عدالت کی کارروائی کا خیال آیا جو جسٹس منیر اور جسٹس کیانی کی قیادت میں ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں ہونے والے فسادات کی چھان بین کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ ان دونوں فاضل ججوں نے نہایت گہری چھان بین کی اور تمام فرقوں کے علماء بلکہ ہر فرقے کے کئی کئی علماء کو دعوت دی اور ان سے استدعا کی کہ ہم ان دو مسائل کو سمجھنا چاہتے ہیں اس لئے آپ ہمیں بتائیں کہ اسلام کی تعریف کیا ہے؟ مسلمان کس کو کہتے ہیں؟

ان فاضل ججوں نے یہ بات خوب کھول دی کہ جب تک پہلے مسلمان کی تعریف متعین نہ ہو، اگلا قدم اٹھایا جا ہی نہیں سکتا۔ یہ بحث بالکل لا تعلق ہو جاتی ہے کہ مرتد کی سزا کیا ہے۔ پہلے مسلمان کی تعریف ہو پھر یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص اسلام کو چھوڑ بھی رہا ہے یا نہیں چھوڑ رہا۔

چنانچہ بہت گہری چھان بین اور بہت تفصیلی گفت و شنید کے بعد فاضل جج جس نتیجہ پر پہنچے وہ میں انہی کے الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ مسئلہ بنیادی طور پر اہم ہے کہ فلاں شخص مسلم ہے یا غیر مسلم۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکثر ممتاز علماء سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ "مسلم" کی تعریف کریں۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر مختلف فرقوں کے علماء احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے ذہن میں نہ صرف اس فیصلے کی وجوہ بالکل روشن ہونگی بلکہ وہ مسلم کی تعریف بھی قطعی طور پر کر سکیں گے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت، دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہو کہ مسلم کس کو کہتے ہیں۔

تحقیقات کے اس حصے کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا اور اگر ایسے سادہ معاملے کے متعلق بھی ہمارے علماء کے دماغوں میں اس قدر ژولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کے اختلافات کا کیا حال ہو گا"۔

(مسٹر جسٹس محمد منیر و مسٹر جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء لاہور، انصاف پریس، صفحہ ۲۳۱، ۲۳۲)۔

علماء کا مسلمان کی تعریف پر اختلاف

پھر علماء کی طرف سے پیش کردہ متعدد تعریفوں کو نمونۃً درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں۔ اگر ہم اپنی طرف سے مسلم کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے، اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے علماء کی تعریف کی رو سے کافر ہو جائیں گے۔

(سابقہ حوالہ صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶)

یہ محض نمونۃً میں نے دو اقتباسات پیش کئے ہیں۔ بہت تفصیلی بحث ان فاضل ججوں نے اٹھائی ہے۔ جس کو دلچسپی ہو اصل کتاب سے مطالعہ کر سکتا ہے۔

مسلمان کی تعریف رسول خداؐ کی زبانی

اب میں آپ کو وہ تعریف بتاتا ہوں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود بیان فرمائی اور وہ دو تین مختلف طریقوں سے بیان فرمائی۔ کیسے ممکن ہے کہ علماء کے ذہن میں یہ تعریفیں موجود نہ ہوں؟ کیوں ان کا ذہن ان سادہ اور نہایت ہی روشن تعریفوں کی طرف منتقل نہیں ہوا؟ محض اس لئے کہ ان تعریفوں کی رو سے کسی صورت بھی جماعت احمدیہ کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے ظلم اور بددیانتی کی حد ہے کہ آنحضرت ﷺ کی واضح تعریفوں کو چھوڑ کر محض جماعت احمدیہ کی دشمنی میں اپنی طرف سے تعریف گھڑنے کی کوشش کی گئی اور اس میں وہ بری طرح ناکام رہے۔

تعریف نبوی اول

سب سے عمومی تعریف جو حضرت اقدس محمد

مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے ہمیں ملی ہے اور جس میں سب سے زیادہ وسعت ہے اور جس کی رو سے کوئی مسلمان کہلانے والا کسی دوسرے مسلمان کو مرتد قرار دے ہی نہیں سکتا، جب تک وہ خود اعلان کر کے اسلام سے باہر نہ نکلے۔ وہ یہ ہے:

"قال النبی ﷺ اکتبوا لی من
تلفظ بالاسلام من الناس ......"

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کتابۃ الامام الناس- نیز صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب الاستسرار بالایمان للخائف)

یہ حدیث اس موقع سے تعلق رکھتی ہے جب مدینے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے مردم شماری کروائی اور چونکہ مردم شماری کا معاملہ سب سے زیادہ عموم رکھتا ہے اس لئے سب سے زیادہ عمومی تعریف آپ نے اس موقعہ پر فرمائی۔ فرمایا:

"میرے لئے، مسلمانوں کی مردم شماری کے لئے، یعنی اس میں یہ مفہوم ہے، ہر اس شخص کا نام لکھ دو جو اپنے منہ سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے"۔

آپ نے کسی اور جھگڑے میں پڑنے کی اجازت ہی نہیں دی۔ کلمے تک کا ذکر نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا کہ جہاں تک عمومی مردم شماری کا تعلق ہے، جہاں تک ملی سیاست کا تعلق ہے صرف یہ تعریف کافی ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اس کا میرے لئے نام لکھ دو۔

"میرے لئے" کا لفظ بہت ہی پیارا لفظ ہے۔ یعنی مجھے قبول ہو گی یہ تعریف، ہزار دوسروں کو قبول ہو یا نہ ہو، مجھے اس کی کوئی فکر نہیں۔ میں (محمد مصطفیٰ ﷺ، یہ آپ کا گویا بیان ہے) خدا کا رسول مقرر ہوا ہوں۔ میرے لئے یہی تعریف کافی ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہہ دے۔

تعریف نبوی دوم

دوسری تعریف نسبتاً زیادہ دینی نوعیت کی ہے لیکن وہ بھی اتنی سادہ، اتنی صاف، اتنی حسین اور اتنی غیر مبہم ہے کہ اس تعریف کو سننے کے بعد بھی کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ آپؐ نے فرمایا:

"من صلی صلاتنا، واستقبل قبلتنا، و اکل ذبیحتنا،
فذٰلك المسلم الذی له ذمة الله و ذمة رسوله،
فلا تخفروا الله فی ذمته"

(صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب فضل استقبال القبلہ)

کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلے کو اپنا قبلہ قرار دے، ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ مسلمان ہے۔ ایسے شخص کی حفاظت کرنا خدا اور اس کے رسول کے ذمہ ہے۔ پس تم اے مسلمانو! خدا کے ذمے کو ہرگز نہ توڑنا۔

کتنی عظیم الشان، کتنی واضح اور کیسی حسین تعریف ہے!! آج دیکھیں کہ پاکستان میں علماء کیسے اس تعریف کے برعکس تعریف کی جرأت کر رہے ہیں۔ آج سینکڑوں احمدیوں کو اس بناء پر تکلیف دی گئی، قیدوں میں ڈالا گیا اور علماء نے ان کے قتل کے کھلے کھلے فتوے دیئے اور یہ اعلان کیا کہ چونکہ یہ حرکتیں کر رہے ہیں اس لئے ہمارے ذمے سے نکل گئے ہیں۔ یہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، یہ ہمارے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور یہ ہماری طرح کا ذبیحہ کھاتے ہیں، جب تک احمدی ان تینوں چیزوں سے باز نہیں آئیں گے ہم ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیں گے۔ جس دن یہ ان تینوں باتوں سے باز آگئے اسی دن یہ ہمارے ذمے میں داخل ہو جائیں گے۔

کیا یہ وہ ذمہ ہے جس کا ذکر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا؟ بالکل برعکس خدا اور رسول کے ذمے کے، ایک ایک شق سے اختلاف کرتے ہوئے انہوں نے اپنا ایک ذمہ بنایا ہے۔ مسلم کی ایک نئی تعریف بنائی اور ان کا احمدیوں کی مساجد منہدم کرنے اور ان کا رخ خانہ کعبہ سے پھیر کر کسی اور طرف کرنے کا مطالبہ بتاتا ہے کہ انہوں نے گویا ایک نیا قبلہ بنایا ہے، نئی عبادت کے گر بتائے ہیں۔ اور جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کو صرف اور صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف کافی ہے اور خدا اور اس کے رسول کا ذمہ کافی ہے۔ کسی اور ملاں کے ذمے کی ہمیں کوئی بھی پرواہ نہیں۔

تعریف نبوی سوم

اب غیر مسلموں کو قتل کرنے کا بہانہ ڈھونڈنے والوں کے لئے بھی آنحضرت ﷺ نے ایک تعریف بیان فرمائی، جو اگرچہ تعریف تو نہیں بلکہ ایک واقعہ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا رد عمل ہے جو ایسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ جو ایک رنگ میں مسلمان کی تعریف بھی متعین کر دیتا ہے۔

" عن اسامة بن زید قال : بعثنا رسول الله ﷺ فی سریة ، فصحبنا الحرقات من جهینه. فادرکت رجلا فقال لا اله الا الله فطعنته. فوقع فی نفسی من ذالك. فذکرته للنبی ﷺ .فقال رسول الله ﷺ أقال " لا اله الا الله" و قتلته؟ قال: قلت یا رسول الله انما قالها خوفا من السلاح. قال أفلا شققت عن قلبه، حتی تعلم أقالها أم لا؟ قال فما زال یکررها علی حتی تمنیت أنی اسلمت یومئذ" و فی روایة: حتی تمنیت أنی لم أکن اسلمت قبل ذالك الیوم."

و فی روایة ثالثة: قال : کیف تصنع بلا اله الا الله. اذا جاء ت یوم القیامة ؟ قال: یا رسول الله. استغفر لی، قال: و کیف تصنع بلا اله الا الله. اذا جاء ت یوم القیامة؟ قال: فجعل لا یزیده علی ان یقول. کیف تصنع بلا اله ا لا الله. اذ ا جاء ت یوم القیامة......"

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال ' لا الہ الا للہ)۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سریہ پہ گئے جہینہ قبیلہ کے علاقہ 'حرقات' پر صبح صبح حملہ آور ہوئے۔ مجھے ایک آدمی مل گیا جب میں اس پر غالب آگیا تو اس نے لاالہ الا اللہ پڑھ دیا۔ (حدیث میں صرف لا اله الا الله کا ذکر ہے محمد رسول اللہ بھی اس نے نہیں کہا) مگر میں نے تب بھی اسے قتل کر دیا۔ اس پر میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ اور میں نے مدینہ آکر حضور ﷺ سے سارا ماجرا عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا اے اسامہ! کیا تو نے لا اله الا الله پڑھنے کے باوجود قتل کر ڈالا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے تو ہتھیاروں اور قتل کے خوف سے لا اله الا الله پڑھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا "افلاشققت عن قلبه" تو نے اس کا دل کیوں نہ چیر لیا۔ کاش تو نے اس کا دل چیر کے دیکھ لیا ہوتا تاکہ تجھے پتہ چل جاتا کہ اس نے خوف سے پڑھا تھا یا دل سے پڑھا تھا؟

پھر فرمایا: قیامت کے دن اسکے لا اله الا الله کے مقابلہ میں تیرے پاس کیا جواب ہوگا۔ میں نے عرض کی حضور آپ میرے لئے استغفار کیجئے۔ مگر آپؐ یہ فقرہ بار بار دہراتے رہے، بار بار دہراتے رہے حتیٰ کہ مجھے خواہش ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔ اور مجھے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ناراضگی کا یہ دن نہ دیکھنا پڑتا"۔

آج اس کے بھی بالکل برعکس تعریف کی جا رہی ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ علماء کی نظر اس حدیث پر نہ ہو؟ آج کھلم کھلا علماء یہ اعلان کر رہے ہیں کہ اگر احمدی 'لا اله الا الله' پڑھے گا تو وہ گردن زدنی ہے۔ اور ہم کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی احمدی 'لا اله الا الله' پڑھے یا 'لا اله الا الله' کا بیج اپنے سینے پر لگا کر پھرے۔ یہاں تک فتوے دیئے گئے کہ اگر ہم نے اب دیکھا کہ کوئی احمدی 'لا اله الا الله' پڑھتا ہے تو ہم اس کا ناک اور کان کاٹ دیں گے۔ اور یہاں تک فتوے دیئے گئے کہ ہر مسلمان پر ایسے احمدی کا قتل واجب ہو جاتا ہے۔ جو 'لا اله الا الله محمد رسول الله' پڑھتا ہے۔

اور دلیل وہ دی جس کو آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیشہ کے لئے رد فرما چکے ہیں۔ کہا یہ کہ اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کیونکہ ان کے دل میں 'لا اله الا الله' نہیں ہے صرف زبان پر جاری ہے۔

حیرت انگیز بات ہے۔ ایسی باغیانہ حرکت اس آقا کے خلاف جس کی غلامی کا دم بھرتے ہیں۔ کھلم کھلا بغاوت اور پھر اصرار اس بغاوت پر اور اس بغاوت کے نتیجہ میں ظلم اور تعدی پر ایسا عملدر آمد ہے کہ حکومت کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ بھی علماء کے پیچھے چل کر ہر ایسے احمدی کے قتل عام کا اعلان کر دے جو لا اله الا الله محمد رسول الله کا اعلان کرتا ہے۔ یعنی خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پس جہاں تک مسلمان کی تعریف کا تعلق ہے مجھے تو یہی تین تعریفیں نظر آئی ہیں اور یہی تین تعریفیں پسند ہیں اور ان کے سوا میں اور کسی تعریف کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ یہ تعریفیں بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کی تعریفیں ہیں۔

علماء کا عذر لنگ

ایک اور دلچسپ بات یہاں بیان کرنے کے لائق یہ ہے کہ تحقیقاتی عدالت کی اس رپورٹ پر کہ "کوئی دو علماء بھی کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہو سکے" پر تبصرہ کرتے ہوئے بعد میں علماء نے یہ تنقید کی کہ دراصل ہمیں کافی وقت نہیں دیا گیا۔ ہم تیار ہی نہیں تھے اس سوال کے جواب کے لئے۔ اگر ہمیں پورا وقت مل جاتا تو پھر ایسی تعریف ضرور بنا لیتے جس پر ہمارا اتفاق ہو جاتا۔

(مرتضی احمد خان میکش درانی- "محاسبہ" یعنی عدالت تحقیقات فسادات پنجاب (۱۹۵۳ء) کی رپورٹ پر ایک جامع اور بلیغ تبصرہ - لاہور- روزنامہ نوائے وقت پاکستان: صفحہ ۳۸)

علماء کی اختراع کردہ تعریف

چنانچہ ایک لمبے عرصے تک ان کو انتظار کرنا پڑا۔ ۵۳ء کی تحریک پر سال ہا سال گزر گئے تو ۱۹۷۴ء میں جا کر علماء نے وہ تیاری کی اور اسلام کی وہ نئی تعریف ایجاد کی جس کا بانی اسلام اور قرآن و سنت سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ اس تعریف میں ایک منفی پہلو داخل کیا گیا اور وہ منفی پہلو یہ تھا کہ مسلمان وہ ہے جو محض لا اله الا الله محمد رسول الله کا اقرار نہ کرے بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب کا اقرار بھی کرے اور آپ کی نبوت کا کھلا انکار کرے۔ جب تک وہ اس تعریف کے مطابق مسلمان نہیں بنتا وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

(درخواست برائے رجسٹریشن زیر دفعہ ٤(١) نیشنل رجسٹریشن ایکٹ فارم الف شائع کردہ حکومت پاکستان ڈائریکٹوریٹ جنرل آفس رجسٹریشن، (وزارت داخلہ)

اس تعریف میں جو نیا دروازہ کھولا گیا ہے اس کے بہت سے بد نتائج نکلے بھی ہیں اور آئندہ بھی نکلیں گے۔ لیکن بنیادی طور پر اس تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تعریف تو زمانے سے آزاد ہوا کرتی ہے۔ تعریف جغرافیائی قیود سے آزاد ہوا کرتی ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ اسلام کی جو تعریف آنحضرت ﷺ کے زمانے پر اطلاق پا نہیں سکتی وہ آج درست تعریف کے طور پر قبول کر لی جائے۔ صرف وہی تعریف قابل قبول ہو گی جو آنحضرت ﷺ کے زمانے پر اطلاق پائے اور پھر ہر زمانے پر اطلاق پاتی چلی جائے۔ ایک لحہ بھی ایسا نہ گزرے جس میں وہ تعریف ناکارہ ثابت ہو جائے اور صرف پاکستان ہی میں اس کا اطلاق نہ ہو بلکہ ساری دنیا کے ہر ملک میں، مشرق کا ہو یا مغرب کا، شمال کا ہو یا جنوب کا، وہ تعریف بعینہ اسی طرح صادق آتی چلی جائے۔ مگر یہ ایک عجیب تعریف ہے جس کا ۱۹۷۴ء سے پہلے اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے پر بھی اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ بکثرت ایسے احمدی فوت ہو گئے جو اس تعریف کے بننے سے پہلے مسلمان کہلاتے ہوئے اس دنیا سے چلے گئے، اور چونکہ یہ تعریف موجود نہیں تھی اور کسی کا تصور اس تعریف کی طرف نہیں گیا تھا اس لئے اس تعریف کی رو سے وہ مسلمان ہی تھے۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کے مسلمانوں کا کیا کہو گے کیونکہ انہوں نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار نہیں کیا؟ ان کے لئے تو 'لا اله الا الله محمد رسول الله' ہی کافی تھا۔ اس لئے جو تعریف پہلے زمانوں پر اطلاق نہیں پا سکتی وہ اب بھی غلط ہے۔ اب بھی اطلاق نہیں پا سکتی۔

اگر علماء یہ کہیں کہ اس وقت کوئی جھوٹا نبی تھا ہی نہیں اس لئے تعریف میں جھوٹے نبی کا ذکر آ نہیں سکتا تھا تو اس سے بڑا جھوٹ اور کوئی نہیں کیونکہ سب سے پہلے اور سب سے یقینی آنحضرت ﷺ کے مقابل پر دعویٰ کرنے والا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ یعنی مسیلمہ کذاب۔ اور اس دعویدار کی موجودگی میں نہ آنحضرت ﷺ نے اسلام کی تعریف بدلی نہ آپؐ کے خلفاء نے اسلام کی تعریف بدلی۔ نہ تبع تابعین نے اسلام کی تعریف بدلی، نہ بعد کی آنے والی نسلوں نے اسلام کی تعریف بدلی۔ کیا آنحضرت ﷺ کو خیال نہیں آیا۔ کہ جب تک اسلام کی تعریف میں اس جھوٹے نبی کا انکار نہ داخل کر لوں اس وقت تک مسلمان کی تعریف مکمل نہیں ہو گی؟ اس لئے لاؤ اب اپنا جواب۔ نظریں دوڑاؤ سارے عالم اسلام پر۔ ایک دن کے لئے بھی اس ۷۴ء کے واقعہ سے پہلے ایسی تعریف چسپاں کر کے دکھاؤ کہ جب تک، نعوذباللہ، مبینہ طور پر کسی جھوٹے نبی کا انکار تعریف میں داخل نہ ہو جائے اس وقت تک مسلمان، مسلمان نہیں بن سکتا۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء الله)

خطبہ جمعہ

نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر اللہ کے تعلق سے باندھنا شروع کریں

جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے

اس سال اور اس صدی کے اختتام کے حوالہ سے عالمی توحید کے قیام اور خدمت بنی نوع انسان کے سلسلہ میں دور رس اثرات و نتائج کی حامل نہایت اہم زریں ہدایات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۳۰ / مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۳۰ / ہجرت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

گزشتہ ایک خطبے میں میں نے نفس مطمئنہ کا مضمون شروع کیا تھا اور سفر کے دوران چونکہ اور بھی بہت سی باتیں در پیش رہیں اس لئے وقتی طور پر اسے منقطع کرنا پڑا تھا تو خیال تھا کہ واپس لندن پہنچ کر پھر میں از سر نو اس مضمون کو اٹھاؤں گا لیکن کچھ اور بہت سی ایسی باتیں اس سال کے لئے جمع ہو چکی ہیں جن کا عمومی تذکرہ ضروری ہے۔ پس پہلے میں ان سے فارغ ہوں پھر انشاء اللہ پورے اطمینان کے ساتھ نفس مطمئنہ کی باتیں کریں گے۔ مشکل یہ ہے کہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے اس سال کے ختم ہونے میں اور صرف چند سال باقی ہیں اس صدی کے ختم ہونے میں۔ کچھ تیاریاں ایسی ہیں جن کا اس سال کے اختتام سے تعلق ہے، کچھ ایسی ہیں جن کا صدی کے اختتام سے تعلق ہے اور اگلی صدی میں دور تک انہوں نے اثر انداز ہونا ہے۔ ان دونوں باتوں کا فکر بھی ہے اور ان میں توازن بھی رکھنا پڑتا ہے۔ پس اس پہلو سے اب میں اس سال کی ایسی باتیں کروں گا جن کا بالآخر انشاء اللہ اگلی صدی پر ضرور اثر پڑے گا اور وہ ہے تبلیغ کے اور تربیت کے وہ کام جن کا خصوصیت سے تبلیغ سے تعلق ہے۔

جماعت احمدیہ میں تبلیغ کے میدان بہت وسیع ہو گئے ہیں اور وہ باتیں جن کا پہلے خواب و خیال میں بھی تصور نہیں آ سکتا تھا اب حقیقت کے طور پر ہمیں سامنے رونما ہوتی دکھائی دے رہی ہیں۔

ایک زمانہ تھا، بہت پہلے کی بات ہے کہ میں سوچ کر خواب میں چٹخارے لیا کرتا تھا کہ کبھی ایک لاکھ ایک سال میں بھی احمدی ہونگے اور اب یہ ایک لاکھ تو لگتا ہے یہ سامنے یونہی پڑے ہیں، سامنے بکھرے پڑے ہیں۔ اب ملینز Millions کی باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ وہ ممالک جہاں چند ہزار کے قصے ہوتے تھے تو بہت فخر سے وہ سر اونچا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں اب سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں میں باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ اب وہ لاکھوں سے نکل کر Half a Million کی باتیں کر رہے ہیں اس سال آدھا ملین تو ہمارا ہونا چاہئے۔ تو اتنی تیزی سے اللہ تعالیٰ نے پیمانے بدلے ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور جس تیزی سے پیمانے بدل رہے ہیں اسی تیزی سے ذمہ داریاں بھی ساتھ بڑھ رہی ہیں اور ساتھ ساتھ مجھے آپ کو بتانا پڑتا ہے، سمجھانا پڑتا ہے کہ کوئی ایسی فکر کی بات نہیں ہے۔ یہ ذمہ داریاں اگر سلیقے کے ساتھ، قرآن کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں گے تو جتنا چاہے معاملہ پھیلتا چلا جائے آپ کی وسعت بھی اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ بڑھائے گا اور ان پھیلتے ہوئے کاموں کو آپ سمیٹنے کی نئی طاقتیں اللہ تعالیٰ سے حاصل کریں گے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے لئے آپ کو کئی دفعہ، بار بار توجہ دلانی پڑتی ہے۔ خصوصاً جرمنی کے دورے میں جماعت احمدیہ کو مجھے بہت سمجھانا پڑا وہ بعض باتوں میں گھبرا گئے تھے کہ ہم اتنا بڑھ رہے ہیں، اتنا پھیل رہے ہیں کریں گے کیا، سنبھالیں گے کیسے۔ جب ان کو بتایا کہ دیکھو یہ طریقہ ہے سنبھالنے کا تو سارے مطمئن، سب خوش ہوئے اور جنہوں نے عمل کیا ہے وہ رپورٹیں بھیج رہے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں ڈالی ہیں وہ سمجھائی بھی ہوئی ہیں قرآن کریم میں اس کے تذکرے موجود ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ان پر عمل کر کے دکھا دیا۔ پس ساری دنیا کے اصلاح اور تربیت اور تبلیغ کے پروگرام ہوں اور ہم قرآن اور رسول کی سنت سے تعلق کاٹ کر اپنی عقل سے ان کو سلجھانے کی کوشش کریں تو ہو نہیں سکتا، ناممکن ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت ﷺ کو رحمة للعالمين بنایا ہے اسی کی طاقت میں ہے کہ اس دور میں ﴿ليظهره على الدين كله﴾ کے نظارے بھی دکھائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو توفیق بخشے کہ وہ ان وعدوں کو پورا کرنے میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں جن کا وعدہ محمدؐ رسول اللہ کو دیا گیا، ﷺ۔ اور جن کے آخرین غلاموں کو خدا نے یہ اعزاز بخشا تھا کہ ان کے ذریعے یہ عظیم الشان وعدے پورے کئے جائیں۔ پس ہونے تو ہیں اور لازماً ہونگے لیکن سابقہ حساب سے نہیں ہونگے کہ آج سو کا اضافہ ہوا، کل ہزار کا یا پانچ سو کا۔ وہ دگنے والا حساب ہی ہے جو چلے گا اور اسی سے ہم انشاء اللہ بڑھتی ہوئی دنیا کے قدم روک لیں گے اور ان سے آگے نکل کر ان کو گھیر اڈال سکتے ہیں۔ اگر یہ دگنے کا نظام آپ تبلیغ میں اور تربیت میں نہ چلائیں تو ناممکن ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی موجودہ تعداد کے باوجود دنیا تو در کنار کسی ایک ملک کو بھی فتح کر سکے۔ پاکستان کی آبادی بھی آپ سے بہت زیادہ آگے نکل چکی ہے اور وہ آپ کو تعداد کے لحاظ سے اس طرح حقارت سے نیچے منہ کر کے دیکھتے ہیں جیسے کوئی کیڑا زمین پر چل رہا ہو اور واقعۃً مولویوں کے دماغ میں جو تکبر ہے وہ اسی وجہ سے ہے آپ چھوٹے، بے معنی، بے حقیقت دکھائی دیتے ہیں ان کو۔ وہ سمجھتے ہیں ایک پاؤں اٹھانے کی بات ہے ہم ان کو کچل دیں گے، حکومتوں میں بڑی بڑی طاقتیں آ چکی ہیں، ان کے ہتھیار بدل چکے ہیں، ان کو بیرونی قوتوں کے سہارے حاصل ہیں۔ پس اگر وہ غیر معمولی طور پر مخالفت نہیں کرتے تو ان کی کوئی شرافت نہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جس نے ان کے ہاتھ روکے ہوئے ہیں اور اگر شرافت کی وجہ سے ہے تو پھر اللہ ان کو جزا بھی بخشتا ہے۔ دونوں صورتیں ممکن ہیں کیونکہ شرافت ہو یا نہ ہو۔ حضرت موسیٰ کو خدا نے کس شرافت کے نتیجے میں بچایا تھا۔ فرعون اور اس کی قوم میں تو کوئی شرافت نہیں تھی۔ انہوں نے تو ہر قیمت پر ان کی پیروی کا فیصلہ کیا تھا ان کو پیچھے سے جا پکڑنے کے عہد باندھ کر نکلے تھے اور بڑی طاقت اور بڑے غیر معمولی دبدبے کے ساتھ حضرت موسیٰ کے چند غلاموں پر جو آپ کے پیچھے چل رہے تھے ان پر حملہ کر کے ان کو نیست و نابود کرنے کے ارادے کئے ہوئے تھے۔ کیا ہوا ان کا۔ وہ دو لہریں جو دونوں طرف سے اٹھی ہیں پہاڑوں کی طرح انہوں نے حضرت موسیٰ اور آپ کے ساتھیوں کو پناہ دی ﴿ولو لادفع الله الناس بعضهم ببعض﴾ یہ مضمون تھا جو سکھایا گیا کہ بعض دفعہ تمہیں مخالفتوں کی بڑی طاقتور پہاڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی لہریں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر خدا ان کو آپس میں ٹکرا دیتا ہے، ان کے سائے تلے سے اپنے معصوم بندوں کو گزار دیتا ہے اور وہ جو دوسرے گزرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ان پر جا پڑتی ہیں اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتی ہیں۔ پس وہ باتیں جو خدا نے ظاہری شکل میں یا ظاہری شکل سے ملتی جلتی صورتوں میں ہمیں قرآن میں دکھا دیں کہ ہم پہلے یہ کرتے رہے ہیں وہی مضامین ہیں جو آگے بڑھیں گے اور آگے بڑھ رہے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کی حفاظت کا، ان لوگوں کی یہ جو جماعت کی دشمنی کا ارادہ کئے بیٹھے ہیں، قسمیں کھائے بیٹھے ہیں، ان کا شرافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی خدا نے جو حفاظت دی ہے بعض مشرکوں کو مشرکوں کے خلاف کھڑا کر دیا اس کو ہاتھ نہیں لگانا، یہ ہماری پناہ میں ہے۔ تو وہ مخالفانہ لہریں تو اپنی ذات میں کوئی رحم نہیں رکھتیں۔ مگر ان کا خدا تعالیٰ کی طرف سے آپس میں توازن ایسا قائم کرنا یہ اعجاز ہوا کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بھی طائف سے واپسی پر ایک مشرک سردار نے اپنی حفاظت کا اعلان کر کے پناہ دی اور وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تابع تھا اور مشرکوں کو

مشرکوں سے لڑا کر حضرت موسیٰ کی طرح بیچ سے ایک راہ نکالی جارہی تھی اس لئے اس میں کوئی بھی مضائقہ نہیں تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنی حفاظت کے لئے انسان کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کے نتیجے میں آپکو یاد رکھنا ہوگا کہ پاکستان میں بھی اور پاکستان سے باہر بھی آپ کی حفاظت خدا فرما رہا ہے۔ لیکن جہاں شرافت دکھائی دے اور شرافت کو اللہ تعالیٰ استعمال فرماتا ہے وہاں ہماری شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لئے جو ممکن ہے دعائیں بھی کریں اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے جو کچھ بھی دنیا کے طور پر ہم کر سکتے ہیں وہ کرنا چاہئے۔ پس ایسے ممالک پاکستان کے علاوہ بھی ہیں جہاں بعض مذہبی امور کے وزیر جن کو سعودی عرب سے دنیاوی طاقت ملتی ہے اور مالی طور پر بھی ان کو طاقت عطا ہوتی ہے وہ انصاف کے معاملے میں جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے ان احمدیوں کو کہا ہے کہ بالکل فکر نہ کرو ہم جانتے ہیں کہ آپ سچے لوگ ہیں اس لئے جو کچھ بھی سیاسی تقاضے ہوں ہم آپ کے ساتھ آپ کی مدد پر ہمیشہ تیار رہیں گے اور کسی فساد کو اپنے ملک میں جاری نہیں ہونے دیں گے اور اسی طرح وہ اپنے وعدہ پر قائم ہیں۔ میرے ساتھ بھی بعضوں کے رابطے ہیں اور میں حیرت سے دیکھتا ہوں ان کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہماری حفاظت کے لئے انہی لوگوں میں سے نیک نفس لوگوں کو کھڑا کر دیا ہے اور ان کے لئے پھر ہم دعائیں کرتے ہیں پھر وہ بعض دفعہ اپنے حق میں ان کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ تو اس طرح عالمی طور پر خدا تعالیٰ کے جو فضل جاری ہو رہے ہیں ان کو سمیٹنے کے انتظام بھی اللہ کر رہا ہے۔ اس کی حفاظت کے بغیر ہمیں ایک لحہ کی بھی کوئی حفاظت حاصل نہیں۔ ہر جگہ ہمیں ملیامیٹ کیا جاسکتا ہے، ہماری کوئی طاقت نہیں۔

جو پہلی نصیحت ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں جہاں ہمیں دنیا کی طاقتیں ملنے والی ہیں مگر ان طاقتوں سے میں خوف کھا رہا ہوں۔ ان کو اس طرح حرص کی نظر سے نہیں دیکھ رہا جیسے آپ کے ذہن میں خیال ہوگا کہ ہم بعض ملکوں میں طاقت حاصل کر لیں گے۔ مجھے ان طاقتوں سے ڈر ہے کہ کہیں ان طاقتوں کے سہارے نہ ڈھونڈنے لگیں۔ کہیں آپ کے دماغ میں یہ کیڑا نہ داخل ہو جائے کہ اب تو ہم اتنے طاقتور ہو گئے ہیں، حکومتیں ہمارے ساتھ ہیں اب ہمیں کیا پرواہ ہے۔ تو وہ وقت ہے سر جھکانے کا، وہ وقت ہے خدا کی توحید کے گانے گانے کا۔ وہ وقت ہے کہ خدا کے حضور ہم سجدہ کریں اور انکار کر دیں ان طاقتوں کا جو بظاہر آپ کے لئے ہی قائم کی گئی ہیں۔ ان معنوں میں انکار کر دیں کہ اے خدا ہمیں ان پر کوئی بھروسہ نہیں۔ جب یہ نہیں تھیں اس وقت تو نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے تو نے ہمیں بڑھایا ہے اب یہ ہیں تو ان کے ہونے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، ہم تیرے بندے ہیں تیرے ہی رہیں گے۔ پس ان طاقتوں کو اور جھکا اپنی توحید کے سامنے، یہ تیری شان ہے۔ مگر ہمارے دماغ میں ایک ذرہ بھی اس تکبر اور غرور کا کیڑا نہ گھسنے دے کہ ہم سمجھیں کہ اب تو فلاں ملک بھی احمدی ہو گیا ہے اور فلاں ملک بھی احمدی ہو گیا ہے اب ہم دیکھیں گے کوئی ہماری مخالفت کیسے کرتا ہے۔ یہی ملک جو احمدی ہونگے ان سے خطرات در پیش ہونگے۔ یہاں سیاست اور مذہب کے آپس کے توازن میں کئی مسائل اٹھ کھڑے ہونگے۔ خلافت سے ان علاقوں کے تعلق کے سلسلے میں کئی مسائل در پیش ہوں گے اور بہت الجھنیں ہیں ان سے ہمیں گزرنا ہے اس لئے یہ خیال کہ ہمارا کوئی ایسا راستہ ہے جس کے بعد پھر سیدھا سادا دور کے ستھرا رستہ شروع ہو جائے گا اور رستے کے مشکلات کے پتھر ہٹا دئے جائیں گے یہ بالکل غلط خیال ہے۔

یاد رکھیں خدا کی راہ میں مشکلات آپ کی حفاظت کرتی ہیں اگر یہ مشکلات نہ ہوتیں تو آج سے بہت پہلے آپ فنا ہو چکے ہوتے۔ وہ مشکلات ہی ہیں جن کے آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ کو اس طرح ظالمانہ طور پر دیکھتی ہیں گویا آپ کو کھا جائیں گی۔ **یہی مشکلات اور ان کا یہ رویہ ہے جو آپ کو خدا کی طرف جھکنے پر مجبور کرتا ہے آپ اس کی طرف دوڑتے ہیں۔ پس یہ آپ کی حفاظت کر رہی ہیں آپ کو تقویٰ عطا کر رہی ہیں۔** آپ کو مزید ترقیات ان مشکلات کی وجہ سے اس طرح ملتی ہیں کہ جب آپ ان سے نہیں ڈرتے اور اللہ کا خوف رکھتے ہیں تو اس خوف سے دشمنی کی بجائے فیض کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

آج ہماری سوال و جواب کی جو اردو مجلس تھی اس میں ایک دوست نے اسی قسم کا ایک سوال کیا اس کو میں نے سمجھایا۔ میں نے کہا آپ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ جماعت احمدیہ کی کوئی ایسی ترقی ہوگی کہ جس کے بعد یہ مشکلات ہٹ جائیں گی۔ ترقی کے نتیجے میں ہماری آزمائشیں بڑھیں گی اور لازم ہے کہ ہم ان آزمائشوں پہ اس طرح پورے اتریں کہ ہمارے سر مزید جھکتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ اقرار کرنے لگیں کہ آج جو تو نے ہمیں ترقی کی جزاء دی ہے ہم اس پر تیرا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ ہم ان طاقتوں کا احترام تو کرتے ہیں کیونکہ تیری بناء پر ہمیں ملی ہیں لیکن ان پر بناء نہیں کرتے۔ بناء تجھ پر ہے۔ اگر یہ کریں گے تو خدا کا یہ قانون آپ کے حق میں لازماً جاری ہوگا۔ ﴿لئن شکرتم لازیدنکم﴾ کہ یاد رکھو اگر تم میرا شکریہ ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔

ان صاحب کا سوال تو اس طرح ہوا تھا کہ اتنے خدا کے فضل ہو رہے ہیں اب پتہ نہیں ہم شکر ادا کرتے بھی ہیں کہ نہیں۔ ہم کیسے اپنے آپ کو شکر پر آمادہ کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کیا بات کر رہے ہیں آپ شکر نہ کرتے تو یہ ترقیات کیسے نصیب ہوتیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت نے یہ سمجھایا ہے کہ تم اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں ترقیات دونگا اگر ترقیات دے رہا ہے تو لازماً شکر کرتے ہو۔ پس آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا فیض ایک سمندر کی لہروں کی طرح اٹھا ہے اور سارے جزیرہ عرب کو اس میں غرق کر دیا یہ حضرت محمد رسول اللہ کا شکر تھا، ساری ساری رات آپ کھڑے ہو کر خدا کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور جتنے فضل بڑھتے تھے اتنا شکر اور بڑھتا چلا جاتا تھا۔ تو خدا نے تو دکھا دیا کہ ایک شکر کرنے والا بندہ تھا۔ ایک بندے کے شکر نے اتنے فیض عطا کئے تھے لیکن اسی کے شکر کا فیض ہے جو آج ہم کھا رہے ہیں اور اسی کے شکر کا فیض ہے جس نے ہمیں شکر کے سلیقے بخشے۔

پس یہ یقین کر کے اس راہ پہ آگے بڑھیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کے ایک ایسے شکر گزار بندے تھے کبھی کائنات نے ایسا شکر گزار بندہ نہیں دیکھا۔ جتنی ترقیات عطا ہوئی ہیں اس شکر کو قبول کرنے کے نتیجے میں ہوئی ہیں۔ اور اب از سر نو جو یہ دور چلا ہے اب بھی شکر کی قبولیت کا دور ہے۔ آپ کو جو توفیق مل رہی ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے مل رہی ہے۔ **پس اپنے شکر کو بڑھائیں، اپنے شکر کی حفاظت کریں۔ جب آپ شکر کی حفاظت کریں گے تو دنیا کی طاقتیں آپ کو معمولی دکھائی دیں گی۔** وہ اتفاقاً حادثات ہیں جو شکر کے نتیجے میں آپکے قدموں پر گرائے گئے ہیں۔ وہ اس قابل نہیں کہ آپ ان کے قدموں میں گریں۔ **پس دنیا کی طاقتوں کو کوئی اہمیت اس پہلو سے نہ دیں کہ گویا وہ آپ کا سہارا ہیں۔** اس پہلو سے اہمیت دیں کہ آپکے قدموں کا فیض ہیں وہ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے شکر کو قبول کیا ہے جو یہ طاقتیں آپ کو عطا کیں پھر ابھی سے ان کے لئے دعائیں شروع کریں اور ابھی سے جہاں جہاں یہ تجربے ہو رہے ہیں وہاں ان کی حفاظت کے، ان کی تربیت کے وہ سارے سامان کریں جو آپ کے دماغ میں آسکتے ہیں اور پوری کوشش کر دیکھیں کیونکہ ان لوگوں نے بڑی تیزی سے آگے بڑھنا ہے اور پھیلنا ہے۔ جب یہ سیاست میں تبدیل ہونگے تو بڑی نرم خو اور گداز پہلو رکھنے والی قومیں ہیں ان سے سیاست ابھرے گی تو بڑے خوفناک چہرے اس سے ظاہر ہونگے۔ پس میں آپ کو متنبہ کر رہا ہوں اور آئندہ صدی میں یہ باتیں جو میں کہہ رہا ہوں یہ وہاں بھی اثر انداز ہونے والی ہیں۔ لیکن آئندہ جو دو تین ماہ رہ گئے ہیں ان کے حوالے سے میں آپ کو اب یہ سمجھاتا ہوں کہ دیکھو ایسے ملک ہیں جہاں خدا کے فضل سے اس قسم کی رفتاروں میں تیزی آرہی ہے ان ممالک میں سے بعض لوگوں نے ان ترقیات کو اپنی کوششوں کا نتیجہ سمجھا اور نئے آنے والوں نے اپنی کوششوں پر بناء کی، مگر ان کو میں نے سمجھایا، ان سے لمبی گفتگوئیں ہوئیں۔

ایک ایسے ہی ملک کے نمائندے تھے جن کو میں بار بار یہ سمجھاتا رہا کہ دیکھیں آپ طاقتور ہیں مجھے پتہ ہے مگر جب احمدیت قبول کر کے آپ ثابت قدمی دکھائیں گے تو یہ طاقتیں آپ کو کچھ بھی کام نہیں دیں گی، مخالفت اور حسد کی لو اٹھے گی اور آپ کو دبائے گی۔ اس وقت صرف اللہ تعالیٰ پر اور اس کی قدرتوں پر انحصار اور یہ عزم آپ کے کام آئے گا کہ ہم نے اپنے مقصد سے نہیں ہٹنا اور دعائیں کام آئیں گی۔ وہ ساری باتیں میری سنتے تھے اور چونکہ دنیا سے نکل کے آئے تھے، دنیا کی سیاستوں کے اپنی طرف سے

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

مالک بنے بیٹھے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سیاست کے سر چشموں پر ہم قابض لوگ ہیں وہ ہو کون سکتا ہے جو ہمیں ان سر چشموں سے جدا کر کے الگ کرے۔ ان کو میں نے سمجھایا کہ آپ کن باتوں میں پل رہے ہیں حضرت صالحؑ کو اس چشمے سے کس نے ہٹایا تھا جس چشمے کے سرداروں میں آپ شامل تھے اور قوم اقرار کرتی تھی کہ اے صالح تو ہمارے بڑے لوگوں میں سے ہے۔ مگر جب خدا کی خاطر آپ اللہ تعالیٰ سے وفا کرتے ہوئے قوم سے الگ ہوئے تو قوم نے ان کو چھوڑ دیا بلکہ اسی سر چشمے پر حملہ کیا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں جو وہاں سے پانی پیا کرتی تھی۔ تو طرح طرح سے ان کو سمجھایا کہ دیکھو اپنی طاقت پر انحصار نہ کرنا۔ بہت بڑی کامیابیاں بظاہر اللہ نے عطا فرمائی ہیں مگر ان کی حفاظت اسی طرح ہو گی جس طرح میں بتا رہا ہوں اور وہ سنتے تھے اور کئی ان میں سے سر جھکاتے تھے ادب سے۔ اور آخر پر میں یہ دیکھتا تھا کہ ان باتوں کا احترام اپنی جگہ لیکن اپنی بڑائی کا یقین الگ۔ اور چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اسکو ہم نیکی کے رستے پر استعمال کریں گے اس لئے وہ اس سے گھبراتے نہیں تھے۔ میں نے ان کے مبلغ کو بعد میں بھی توجہ دلائی۔ میں نے کہا دیکھو یہ میں نے محسوس کر لیا ہے، مجھے فکر ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پناہ میں رکھے۔ چنانچہ ویسے ہی واقعات رونما ہوئے۔ جہاں سب سے زیادہ توقعات تھیں بیعتوں کی وہاں سب سے کم نکلیں کیونکہ سیاسی لحاظ سے ان کی مخالفت ہوئی اور مخالف دھڑے اٹھ کھڑے ہوئے اور جب انہوں نے ان کی سیاست پر حملہ کیا جس کی پناہ میں وہ تھے اس سیاست نے ان کو کوئی پناہ نہیں دی۔

پس یہ وہ بات ہے جسے سمجھانے کی ضرورت ہے باقی کسی ملک میں ان غلطیوں کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ یہ لکھتے ہیں کہ فلاں جگہ ہمیں اتنے بڑے بڑے چیف مل گئے، اتنے ملک کے بادشاہ مل گئے اتنے ممبرز پارلیمنٹ مل گئے تو آپ کی تحریر میں بعض دفعہ ان کی بڑائی کا اس طرح ذکر ملتا ہے جو شکر سے الگ گویا ان کو خدا کے مقابل پر بت بنا رہا ہو۔ پس یہ میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں ساری دنیا میں ترقی پانے والے ممالک کو کہ ہرگز ان کو وہ اہمیت نہ دیں جو ان کو بت بنا دے۔ ان کی عزت کریں، ان کا احترام کریں۔ آنحضرت ﷺ آنے والوں میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے لئے بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر وہ عزت اس بناء پر نہیں تھی کہ گویا ان سے محمد رسول اللہ ﷺ وابستہ ہیں۔ اس بناء پر تھی کہ وہ محمدؐ رسول اللہ سے وابستہ رہیں گے تو عزت پائیں گے۔ ان دو چیزوں میں بہت فرق ہے۔

پس پہلی بات جو اس سال کے تعلق میں اور آئندہ صدی پر اثر انداز ہونے والی میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں وہ یہ بات ہے کہ اللہ کے فضل سے ہمیں بہت ترقیات مل رہی ہیں۔ **ہر ملک کا فرض ہے کہ آنے والے کو بتائے اور سمجھائے یہ طاقتیں تمہارے کوڑی کی بھی کام نہیں آئیں گی اگر تم نے ان طاقتوں کو خدا کے حضور سجدہ ریز نہ رکھا اور سہارا خدا کا نہ سمجھا، ان کو سمجھ لیا۔ اگر تم نے ان کو سہارا سمجھا تو تمہارے سہارے ٹوٹ جائیں گے اور پھر تمہاری طاقتیں ہمارے کسی کام بھی نہیں آئیں گی۔** ہو سکتا ہے یہی طاقتیں عالمی جمعیت کی راہ میں حائل ہو جائیں اور فتنے پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ ہو سکتا ہے نئی قومیں جو زیادہ طاقت کے ساتھ جماعت میں داخل ہوں وہ اٹھ کھڑی ہوں اور وہ کہیں کہ ہمیں کیا ضرورت ہے ایک مرکز کی اطاعت کرنے کی۔ ہم نظام جماعت کو سمجھ رہے ہیں، ہم احمدیت کو جانتے ہیں، عبادت کرتے ہیں اور یہی ہمارے لئے کافی ہے اس لئے کوئی ضرورت نہیں کہ ایک نظام سے بندھے رہیں۔ اور اس قسم کے فتنے وہاں ضرور اٹھیں گے۔ آپ دیکھنا آج نہیں تو کل ایسے فتنے اٹھائے جائیں گے۔ آج ان کی سرکوبی کے سامان کریں تب آپ خدا کی آنکھ سے دیکھ رہے ہونگے جو تقویٰ کی آنکھ ہے۔ اس لئے حرص کے ساتھ ان پر نظر نہ ڈالیں، خوف سے نظر ڈالیں۔ تکبر کے ساتھ نہیں، رحم کے ساتھ نظر ڈالیں۔ دیکھیں کہ ان لوگوں بیچاروں کو کیا کیا مصیبتیں آنے والی ہیں اور اس کا حل ابھی سے کریں۔ جو سب سے بڑا حل یہ ہے کہ **نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر اللہ کے تعلق سے باندھنا شروع کریں۔ جو بھی ان میں سے خدا کے ساتھ باندھا گیا اس کی حفاظت آپ نہیں کریں گے، اللہ کرے گا اور اسی طریق سے قوموں کی حفاظت ہوا کرتی ہے۔** کثرت سے ان میں خدا والے لازماً پیدا کرنے پڑیں گے اور اس کے بغیر ان قوموں کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔ اس کے لئے ابھی سے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا تربیتی اجلاسوں کی اور تربیتی کلاسز کہتے ہیں انگریزی میں مگر اردو میں بھی یہ لفظ جاری ہو گیا ہے تربیتی کلاسز کے اجراء کی ضرورت ہے۔ جن ممالک میں عمدگی سے ہوا ہے وہ لکھ رہے ہیں کہ خدا کے فضل سے بہت بڑا فائدہ پہنچا ہے۔

جرمنی کے دورے میں بھی میں نے یہی محسوس کیا کہ جہاں نئے آنے والوں میں سے آدمی چنے گئے اور ان کو تربیت دے کر اپنی قوم کے لئے مقرر کیا گیا وہاں غیر معمولی طور پر خدا کے فضل سے برکت نصیب ہوئی۔ صرف تربیت کے لحاظ سے نہیں تبلیغ کے لحاظ سے بھی۔ ان میں اپنی قوم میں تبلیغ کرنے کا نیا جوش پیدا ہوا۔ ان کو سلیقہ آیا کیسے قوم کو سنبھالا جاتا ہے۔ احمدیت سے ذاتی وابستگی کے ساتھ جب ان کو بتایا گیا کہ دیکھو ہر مشکل میں دعا کرنی ہے اور دیکھنا اللہ تمہاری کیسے مدد کرتا ہے تو جہاں جہاں اللہ نے مدد فرمائی ان کے حوصلے پہلے سے بہت بڑھ گئے۔ تو وہاں بھی یعنی جرمنی میں بھی کامیابی اسی بنیادی بات کو نصیب ہو رہی ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی تھی۔ پس اسی لئے میں نے وہاں بھی یہ کہا کہ کوئی نئی بات نہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ یہ قرآن کریم نے سکھائی ہوئی ہے۔

قرآن کریم نے ہمیں یہ سکھایا کہ جب کثرت سے قومیں اسلام میں داخل ہو رہی ہونگی تو اس وقت ان میں سے کچھ لوگ ضرور سفر کر کے مدینے پہنچیں اور وہاں تربیت حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں پھیل جائیں اور وہاں جا کر وہی تربیت کی باتیں آگے کریں۔ اس قرآنی تعلیم میں بہت گہری حکمت ہے۔ میں سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ کس طرح اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ساری دنیا کا معلم بنا کر ساری دنیا کو رام کرنے کا طریقہ بھی ساتھ ہی سکھا دیا۔ جب تک بیرونی لوگ کسی قوم کو پیغام دیتے رہتے ہیں وہ پیغام بیرونی ہی رہتا ہے۔ جب ان میں سے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جو پیغام سمجھنے کے بعد پیغام کی نمائندگی خود اپنی قوم میں کرنے لگتے ہیں تو تب وہ پیغام بیرونی نہیں رہا کرتا۔

اب جہاں بھی میں نے دیکھا ہے وہاں بوزنین ہوں یا البانین ہوں یا دوسری قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ جہاں ان لوگوں نے خود ہمارے اس تربیتی نظام سے فائدہ اٹھا کر اپنی قوم میں احمدیت کو جاری کرنے کا ارادہ کیا، غیر معمولی برکت ملی۔ عربوں کو جب عربوں سے آواز آئی ہے کہ ہاں یہ ہو رہا ہے، یہ ہونا چاہئے تو عربوں نے اس کے مقابل پر اس میں فوری طور پر لبیک کہا۔ جب تک پاکستانی عربوں کو پیغام دیتے رہتے تھے قبول تو کر لیتے تھے لیکن سمجھتے تھے کہ یہ اور لوگ ہیں، ہم اور لوگ ہیں۔ لیکن عربوں میں ایسے ہیں خدا کے فضل کے ساتھ جن کا دور دور تک اثر ہے کیونکہ انہوں نے احمدیت کو سچا سمجھا، تقویٰ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ سے ان کا پیار کا تعلق ہوا اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت بخشی۔ چنانچہ وہی بات عرب، عربوں سے سنتے ہیں جو پہلے پاکستانیوں سے سنا کرتے تھے اور عربوں سے سنتے ہیں تو اپنے گھر کی باتیں معلوم ہوتی ہیں، بہت مثبت رد عمل دکھاتے ہیں۔

چنانچہ بعض علاقوں میں مثلاً مشرقی برلن اور اس کیساتھ تعلق رکھنے والے علاقوں میں ایسے ہی بعض مخلص عرب ہمیں عطا ہوئے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ اور ان کے پیغام کا ایسا اثر ہے کہ اسی سال میں اب تک تین سو سے زائد عربوں کی بیعتیں ہو چکی ہیں۔ اور وہ آگے پھر ان سے سیکھ رہے ہیں اور آگے بات کو بڑھا رہے ہیں۔ ان میں غیر معمولی خدا کے فضل کے ساتھ احمدیت سے لگاؤ اور وابستگی پیدا ہو رہی ہے۔ تو صرف بوزنین کی بات نہیں، صرف البانین کی بات نہیں، ہر قوم میں جہاں بھی اس نسخے کو آزمایا گیا ہے جو میں آپ کو پھر سمجھا رہا ہوں، میرا نسخہ نہیں قرآن کریم کا نسخہ ہے۔ یہ نسخہ ہمیشہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔ ان لوگوں میں سے آدمی چنیں، ان کو سمجھائیں۔

اب مدینے ولی بات آج کے ماحول میں سمجھنی چاہئے۔ مدینے سے مراد یہ تو نہیں کہ اب ربوہ، مدینہ بنا ہماری ہجرت کا یا لندن مدینہ بن گیا ثانوی حیثیت سے، تو ساری دنیا سے لوگ یہاں اکٹھے ہوں۔ یہاں بھی جب توفیق ملتی ہے تو اکٹھے ہوتے ہیں اور اس کا اپنا فیض پاتے ہیں مگر مدینے سے مراد ہر ملک کا مرکز اور

SATELLITE WAREHOUSE

MTV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

اس مرکز سے تربیت یافتہ لوگ جہاں بھی پہنچ کر ڈیرہ لگاتے ہیں وہاں مدینہ بن جاتا ہے۔ پس یہ ناممکن ہے کہ سب لوگ جرمنی میں فرینکفورٹ پہنچیں مگر فرینکفورٹ والوں کو یہ توفیق ہے کہ وہ مختلف مراکز میں پہنچیں۔ وہاں ہمارے مربی ہیں وہ ان مقامی لوگوں کی تربیت کریں اور پھر آگے تربیت کی کلاسز میں وہی ساتھ شامل ہوں جو مقامی لوگ ہیں اور ان کی آپس میں دوڑیں کروائی جائیں۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آئندہ دو ماہ جو رہ گئے ہیں ان میں کثرت کے ساتھ استعمال کریں اور پیش نظر رکھیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی اب تک کی تبلیغ کو دگنا بھی کر سکتا ہے، زیادہ بھی کر سکتا ہے جب وہ چاہے۔

مگر جوں جوں جلسے کا وقت قریب آ رہا ہے اسی نسبت سے ہمیں اپنے کام کی رفتار کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ وہ ترکیب ہے جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ ساری دنیا کے احمدیوں کو جہاں بھی وہ ہیں اس کو پہلے سے زیادہ سنجیدگی سے استعمال کریں۔ لیکن پہلی بات جو کہی تھی وہ شرط ہے اس کی کامیابی کی۔ اگر اس بڑھنے کے نتیجے میں آپ کو تکبر عطا ہونے کی بجائے عاجزی ملی ہے تو یہ نسخے ضرور کام کریں گے۔ اگر تکبر کا کوئی کیڑا آپکے دماغ میں داخل ہو گیا ہے تو یہ نسخہ بالکل بے کار جائے گا، اس کو استعمال کر کے دیکھ لیں، آپ کی تربیتی کلاسز کو کچھ بھی برکت نصیب نہیں ہو گی۔ پس اس وقت میں اس کو استعمال کریں تو بقیہ وقت میں آپ کی رفتار پہلے سے بہت بڑھ جائے گی۔ اور رفتار کو اب اس طرح بڑھانا ہے کہ تربیت ساتھ ساتھ اسی رفتار سے آگے بڑھ رہی ہو۔ اور اس کے لئے یہ ترکیب ہے کہ **ہر قوم کے آدمیوں کو فوری طور پر معلم بنانے کی طرف توجہ کریں۔ ساتھ ساتھ وہ اپنی قوم میں پیغام رسانی کریں اور جانے سے پہلے آپ سے یہ عہد کر جائیں کہ اب ہم نے اپنی تعداد کو دگنا، تگنا، چوگنا بڑھانا ضرور ہے۔** اور یہ بھی تربیت کا حصہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جوں جوں ترقی ہو گی، ترقی اپنی ترقی کے سامان خود ہی کرتی چلی جائے گی اور شرط وہی ہے کہ عجز بڑھ رہا ہو، دعاؤں پر انحصار بڑھ رہا ہو۔

جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابیاں عطا فرمائی ہیں وہاں کے مربی بھی، وہاں کے کارکن بھی دن بدن زیادہ خدا کے حضور جھکتے چلے جائیں۔ اور یاد رکھیں کہ ان دنیاوی لوگوں میں ہماری کوئی پناہ نہیں ہے، یہ ہماری پناہ لینے کے لئے آئے ہیں۔ ان کو پناہ دیں اور اسی پناہ کے نتیجے میں اللہ آپ کو پناہ دے گا۔ ان کو پناہ دیں حضرت محمدؐ رسول اللہ کے اخلاق کی پناہ، ان کو پناہ دیں قرآن کریم کی تعلیم کی پناہ اور یہ پناہیں ان کو عطا کر دیں تو پھر دیکھیں ساری دنیا کی پناہ کا یہ موجب بن جائیں گے، اپنی قوم کو بھی پناہیں دیں گے اور باقی دنیا کو بھی پناہ دیں گے۔ پس یہ دوسری بات ہے جس کو آپ پلے باندھ لیں اور محنت کے ساتھ اس کام میں آگے بڑھیں۔

تیسری چیز جس کا میں ذکر عمومی طور پر پہلے کرتا رہا ہوں آج بھی میں نے اپنی مجلس میں کیا تھا وہ ہے فیض کا پہنچانا۔ یہ جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے۔ اور فیض پہنچانے کے کئی طریق ہیں۔ کچھ طریق تو ایسے ہیں جہاں بعض جگہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں بعض قومیں غربت اور مصائب کا شکار ہو چکی ہیں وہاں مالی طور پر بھی ہمیں جو توفیق ہے ضرور ان کے لئے خرچ کرنا ہو گا لیکن ایسی قومیں کم ہیں۔ بہت ایسی ہیں جو اس قسم کی مالی امداد کی ضرورت مند نہیں ہیں مگر اقتصادی حالت کو بہتر کرنے کے لئے جماعت کو ضرور مدد کرنی ہو گی۔ چنانچہ جن قوموں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کو جرمنی کی خوشحالی کی وجہ سے جو غریب ملکوں سے آ کر جرمنی میں بسے تھے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اب وہ چندے دے رہے ہیں اور پورے جوش سے نہیں تو کسی حد تک مالی نظام کا حصہ بن گئے ہیں۔ لیکن بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو جوش میں اتنا بڑھ گئے ہیں کہ پاکستانیوں کو جو پیدائشی احمدی تھے پیچھے چھوڑ گئے ہیں اور مالی قربانی میں اور آگے بڑھ رہے ہیں۔

توفیق کا جہاں تک تعلق ہے دو طرح کے فیض ہیں۔ مالی قربانی کی توفیق بخشنا یہ سب سے بڑا فیض ہے اور مالی قربانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی روزمرہ کی ضرورتیں پوری کرنا یہ نسبتاً ادنیٰ درجے کا فیض ہے۔ اور اس فرق کو میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ جب تک ان باریک باتوں کو آپ نہیں سمجھیں گے آپ کو یہ بھی پتہ نہیں چلے گا کہ فیض کیسے کرنا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی غریب کو پیسے دے دئے یہی فیض ہے۔ یہ فیض نہیں۔ اس سے بڑھ کر فیض یہ ہے کہ جو مانگنے والا ہاتھ ہے اس کو عطا کرنے والا ہاتھ بنائیں کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "الید العلیا خیر من الید السفلیٰ"، "الید العلیا" جو اوپر کا ہاتھ ہے وہ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ آپ نچلے ہاتھ والے کو فیض کیوں دے رہے ہیں اوپر والے ہاتھ کا فیض کیوں نہیں پہلے دیتے۔ اور یہ فیض غربت میں بھی عطا ہو جاتا ہے۔ عظیم الشان فیض ہے، جس کی کوئی حد نہیں ہے، اگر اس طرح جاری کریں جس طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے غلاموں میں جاری فرمایا۔ وہ اصحاب الصفہ جو مسجد کے تھڑوں پر پل رہے تھے غربت سے بعض دفعہ ایک ایک، دو دو، تین تین دن کی روٹی نصیب نہیں ہوتی تھی، جب آنحضرت ﷺ نے "الید العلیا" کے فیض کی باتیں کیں تو جنگلوں میں نکل گئے، کلہاڑیاں لے کر لکڑیاں کاٹیں، ان کو بیچ کر جو ہاتھ آیا وہ غریبوں میں تقسیم کیا۔ آنحضرت ﷺ کی شان دیکھو فقیروں کو بادشاہ بنا دیا، غریبوں کو عزت نفس بخشی اور ان کو بتایا کہ تم احسان کرنے والے ہو غربت میں بھی احسان کر سکتے ہو۔

تو سب سے پہلے یہ احسان کریں غریب قوموں کو عزت نفس بخشیں اور یہ حال ساری دنیا میں برابر چل رہا ہے۔ ہندوستان میں جو تھروں کے علاقے ہیں وہاں کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدی ہو رہے ہیں۔ میں ان کو لکھتا ہوں کہ ان کی مسجد کی ضرورتیں پوری کرنے میں آپ مدد کریں بے شک کریں اور ان کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لئے سکیمیں بنائیں مگر ان کے امیر کو بھی، ان کے غریب کو بھی خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ خرچ کرنے والا ضرور بنا دیں۔ یہ آپ کا سب سے بڑا احسان ہے جو ان پر ہو گا جو آئندہ نسلیں سنبھالیں گی۔ ورنہ اگر آپ نے صرف ان کی غربت دور کرنے کے لئے پیسے تقسیم کئے یا آٹا تقسیم کیا تو آج ان کی ایک غربت دور ہو رہی ہو گی۔ ایک اور غربت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ان کی روحیں غلام بن جائیں گی ان کی روحوں کو ہمیشہ بھکاری بن کے ہاتھ آگے بڑھانے کی عادت بن جائے گی۔ ان کی اگلی نسلیں کس کام کی ہونگی، احمدیت کے کس کام آئیں گی۔

پس تیسرا حصہ جو نصیحت کا ہے وہ فیض سے تعلق رکھتا ہے **اپنے فیض کو عام کریں اور وہ فیض رساں بنیں جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ تھے**۔ اپنے غلاموں میں فیض رساں پیدا کر دئے اور ان کی غربت ان کی فیض رسانی کی راہ میں حائل نہیں ہوئی بلکہ ایسے بھی تھے جن کو دنیا نصیب ہوئی اور اپنے ہاتھوں سے بانٹ کر غریب ہو گئے۔ اور غریبی میں بھی فیض جاری رکھے۔ تو جو نئی قومیں آ رہی ہیں اگر آپ ان کو یہ فیض بخشیں تو آپ دیکھیں ان کے سر ایک پہلو سے خدا کے حضور جھکیں گے دوسرے پہلو سے دنیا کے سامنے سربلند بھی ہونگے، اپنے وجود کے سامنے سربلند ہونگے۔ وہ اپنے نفس سے کوئی شرمندگی محسوس نہیں کریں گے۔ ان کا وہ حال نہیں ہو گا جو قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جب تم ان کو کچھ خیرات ڈالتے ہو تو ان کی آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ وہ لوگوں کو خیرات دیں گے اور شرم سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان کی یاد سے ان کی آنکھیں اٹھیں گی اور وہی سجدہ ریز ہونگی۔ اپنی ان حالتوں پہ شکر کریں گے اور شکر کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ بڑھاتا چلا جائے گا۔ پس یہ احسان کا یہ پہلو ہے جس کو اول طور پر اپنے سامنے رکھیں۔

پھر دوسرا پہلو اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کا بھی ہے جو ہماری ذمہ داری ہے۔ دوسرا پہلو بھوک کو جب وہ کاٹتی ہو اس وقت مٹانے کا پہلو ہے جس کی قرآن نے الگ تلقین فرمائی ہے اور اس کا تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ یاد رکھیں جب میں یہ نصیحت کرتا ہوں تو تبلیغ سے جوڑ کر اس کو نہیں کرنا۔ بھوکا تو بھوکا ہے خواہ وہ ہندو بھوکا ہو یا سکھ بھوکا ہو یا مسلمان بھوکا ہو یا عیسائی بھوکا ہو۔ بھوکے سے اس طرح برتاؤ کریں جیسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھوکوں سے برتاؤ کیا کرتے تھے اور نبوت سے پہلے بھی کیا کرتے تھے بلکہ وہی برتاؤ تھا جس نے آپ کے شعلہ نور کو ایک ایسا نور بنا دیا جس پر آسمان سے بھی نور نازل ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا نبوت سے بہت پہلے کا یہ حال تھا کہ جو کچھ ہوتا تھا غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ سے جو کچھ پایا آپ نے پوچھا کہ تم مجھے اس طرح دے رہی ہو کہ واقعۃً مجھے مالک بنا رہی ہو اتنی بڑی دولت کا۔ انہوں نے کہا ہاں میرے آقا یہی ہے میرا مقصد، آپ اس کے مالک ہیں۔ آپ نے کہا اچھا اگر میں مالک ہوں تو میں ساری دولت تقسیم کر دوں گا۔ انہوں نے سر جھکایا، تائید کی۔ یہی وجہ ہے کہ آخری وقت تک رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہؓ کو یاد کرتے رہے، یاد کرتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جایا کرتے تھے۔ کیسی عظیم بیوی تھی۔ اپنے خاوند کو اپنا سب کچھ پیش کیا اور اس کامل یقین کے ساتھ کیا کہ اب یہ واقعۃً مالک ہے جو چاہے گا اس سے کرے گا اور خیر ہی کرے گا اور میں اس کے ساتھ ہوں، پھر آخر عمر تک وفا کی۔

پس اس قسم کا فیض آپ دنیا میں جاری کریں۔ یعنی غریبوں کے لئے غربت میں محسن بن جائیں اس بناء پر نہیں کہ اگر آپ غربت کا ازالہ کریں گے تو وہ احمدی ہو جائیں گے۔ جو غربت کے ازالے کی خاطر

احمدی ہوا کرتے ہیں۔وہ پھر لمبا عرصہ احمدی رہا نہیں کرتے۔ آج مطلب ہوا کل مطلب ختم ہو گیا۔ پس اس غربت کے ازالے کو مؤلفة القلوب کے مضمون سے ملائیں نہیں۔ یہ دو الگ الگ مضمون ہیں۔ الگ الگ مضمون اس لئے ہیں کہ تالیف قلب کی شرط یہ ہے کہ نئے آنے والے لوگ اپنے دلوں کی تالیف کے لئے کچھ زیادہ احسان چاہتے ہیں،وہ احسان کا سلوک کرو اور یہ احسان اگر سچا ہو اور حقیقی ہو آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق ہو تو تھوڑی دیر کے بعد یہ احسان کے محتاج رہتے ہی نہیں۔ یہ مؤلفة القلوب ایک دو سال کی باتیں ہیں۔

یہ غربت کا دور کرنا جس میں مذہب کی قبولیت آپ کی نیت میں داخل ہو وہ تالیف قلب نہیں ہے کیونکہ وہاں چند سال کے بعد ان کی نچلے ہاتھ کی عادت ہو جائے گی۔ ایسی قوموں کو سنبھالنے کے لئے آپ کو پھر مسلسل پیسے دینے پڑتے ہیں۔ جہاں پیسے روکے وہاں یہ مرتد ہو گئے یا مرتد نہ ہوئے تو احمدیت میں دلچسپی چھوڑ دی۔ تو ساری باریک راہیں جو آپ کو لازماً سمجھانی ہیں کیونکہ ان راہوں پر آپ نے چل کر بہت آگے بڑھنا ہے۔ تو جہاں فیض کا دوسرا پہلو اختیار کریں وہاں ان دو چیزوں میں فرق کریں۔ غربت کے خلاف جہاد جہاں توفیق ہے، طاقت ہے وہاں دو طریق سے کریں اور اس میں مذہب کو بیچ میں دخل نہ دینے دیں۔ مذہب کو دخل دینے کا مضمون بھی آئے گا لیکن وہ اقرباء والے مضمون میں داخل ہے اس کی بات میں بعد میں کروں گا۔

پہلی عمومی بات کر رہا ہوں کہ جب آپ غربت دور کریں، فاقہ دور کریں جیسے زائر میں ہو رہا ہے یا آجکل سیرالیون میں بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے اور بہت سے ممالک ہیں جو غربت اور فاقوں کا شکار ہیں وہاں فاقوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ کو اس سے کوئی غرض نہیں کوئی دہریہ ہے یا مومن ہے، بندہ خدا کا ہے جو مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ تم میرے بندے ہو تو میرے بندوں کی خدمت کرو۔ پس جتنی توفیق ہے وہ کریں اور وہاں بھی ساتھ ساتھ دوسرا پہلو یہ پیش نظر رکھیں کہ ان لوگوں کو اگر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش ممکن ہے تو اس کو فوقیت دیں۔ انگلستان میں ایسی ایک تحریک چل رہی ہے اس میں بھی ہم حصہ لے سکتے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ہدایت کی تھی کہ میرے اور میرے سب بچوں کی طرف سے اس کا ممبر بن جانا چاہئے ہمیں۔ امید ہے مبارک ظفر صاحب نے جو میرے ذاتی اکاؤنٹس کو بھی سنبھال رہے ہیں انہوں نے اس پر عمل کیا ہو گا مگر اگر بھول گئے ہیں تو اب فوراً کریں۔ وہ سکیم یہ ہے کہ تین پاؤنڈ غالباً یا کچھ لگ بھگ رقم فی مہینہ دینی پڑتی ہے اور یہ جو انجمن بنی ہوئی ہے یہ غریب ملکوں میں پیسے نہیں بانٹتی، گندم نہیں بانٹتی بلکہ ان ذرائع کو مہیا کرتی ہے جن کے ذریعے وہ خود گندم پیدا کر سکیں۔ وہ ذرائع مہیا کرتی ہے جن کے ذریعہ وہ خود اپنے لئے پانی نکال سکیں زمین سے۔ وہ ذرائع مہیا کرتی ہے، وہ طریقے سکھاتی ہے جن کے ذریعے وہ اپنے لئے چاول پیدا کر سکیں۔ تو ایک بہت باعزت اور عظمت والی تحریک ہے اور میں اس سے بہت متاثر ہوں کیونکہ میرے نزدیک اسلام کی تعلیم کا ایک چھوٹا سا شوشہ ہے جو انہوں نے از خود اختیار کر لیا ہے کیونکہ اسلام یہی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ میں آنحضرت ﷺ کے حوالے سے بارہا آپ کے سامنے یہ مضمون کھولتا چلا جا رہا ہوں۔

پس جماعت احمدیہ کو بھی اس قسم کی تحریکات کو اپنے اپنے ملکوں میں جاری کرنا چاہئے۔ جہاں غربت کو آپ کی ضرورت ہے، جہاں غربت کو اس طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے اور سب سے زیادہ دردناک حالت غربت کی قرآن کریم یہی بیان فرماتا ہے ﴿اطعام في يوم ذى مسغبة. يتيماً ذا مقربة او مسكينا ذا متربة﴾۔ تو 'ذا متربة' کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ 'يتيماً ذا مقربة' سے مراد وہ ہیں جن کے اقرباء ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا خیال رکھ رہے ہونگے اور اقرباء خیال نہیں رکھ رہے۔ پس آپکو آگے بڑھ کر ان کے اقرباء بننا ہو گا اور 'ذی متربة' وہ لوگ ہیں جن کی ٹانگیں جواب دے گئی ہیں، ان میں کھڑے ہونے کی طاقت ہی نہیں رہی، وہ مٹی میں مل گئے ہیں۔ نہ ان کی عزت کا کوئی خیال رہا ہے۔ وہ مجبور ہیں بھیک مانگنے پر اپنی بقاء کے لئے، وہ مجبور ہیں کہ لوگ ان پر رحم کریں ان کی جھولی میں کچھ ڈالیں۔ ان کا علاج یہ ہے کہ ان مٹی میں گرے پڑوں کو اٹھائیں اور اپنی ٹانگوں پر کھڑا کریں، ان کو ٹانگیں دیں۔

یہ وہ مضمون ہے جو ان شاء اللہ دوسرے حصے میں میں آپ کے سامنے کھول رہا ہوں کہ یہ فیض بھی جماعت احمدیہ نے ضرور دینا ہے۔ جہاں جماعت احمدیہ براہ راست ان چیزوں میں حصہ نہیں لے سکتی وہاں اس قسم کی دوسری تحریکوں سے جیسا کہ انگلستان میں چل رہی ہے اور میں نے عرض کیا تھا جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے پیغام دے دیا تھا مبارک ظفر صاحب کو کہ مجھے اور میرے بچوں کو اس میں شامل کر لیں۔ جہاں دوسرے احمدی شامل ہو سکتے ہیں اپنے اپنے ملکوں میں وہ بے شک ان میں ہوں۔ کیونکہ اگرچہ یہ تحریک مسلمان نہیں ہے مگر کام وہ کر رہی ہے جو مسلمانوں کو کرنے چاہئیں۔ اور جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے یہ اس ذریعے سے عیسائیت نہیں پھیلاتے کیونکہ صرف انسانی قدریں ہیں جن کے پیش نظر یہ کام کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے ان سے تعاون کرنا بھی عین قرآن کے مقاصد کے مطابق ہے۔ ﴿تعاونوا على البر والتقوى﴾ میں اور کیا باتیں ہیں۔ نیکی کے معاملات میں جب ہم غیروں سے توقع رکھتے ہیں وہ ہم سے تعاون کریں تو ہم کیوں نہ ان سے تعاون کریں۔ اگر نہیں کریں گے تو یہ پھر ہم غیروں سے بھی توقع نہیں رکھ سکتے۔ تو انگلستان والے بھی اور دوسری جگہ بھی جن کو بھی توفیق ہے وہ ایسی تحریکوں میں بھی شامل ہوں جو خالصۃً للہ خدا کے بندوں کی خدمت کرنے والی تحریکیں ہیں۔ اور دوسرے ممالک میں جہاں جہاں بھی جماعت کو توفیق ہے وہ اس نوعیت کی تحریکیں بنائیں اور ایسے لوگ ملیں گے آپ کو بوڑھے وغیرہ جو دوسرے کاموں میں مصروف نہ ہوں ان کو الگ اس کام کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ جگہ جگہ وہ ایسی تحریکات چلائیں جن میں صرف احمدی کا داخل ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ بات جو خاص طور پر آپ کو سمجھانے والی ہے کیونکہ اگر آپ نے اس کام کے لئے صرف احمدی ڈھونڈے اول تو آپ کی طاقت تھوڑی رہ جائے گی کیونکہ سارا ملک غریب پڑا ہے وہاں چند احمدی سارے ملک کی ضرورتیں کیسے پوری کریں گے اور اگر کریں گے بھی تو جماعت کی عالمی ضرورتوں پر اس کا بد اثر پڑے گا جو اپنی جگہ بہت ہی اہم ہیں۔ خدا کے بندے کو ملانا یہ بندے کے زندہ رہنے سے زیادہ اہم ہے یعنی دنیا میں زندہ رہنے سے زیادہ اہم ہے۔ تو باقی عالمی تحریکات جو اسلام کے تقاضے پورے کر رہی ہیں ان کی گردن پر چھری پھیر کر مادی ضروریات کو پورا نہیں کرنا، ساتھ ساتھ پورا کرنا ہے۔ اس لئے اس کی میں آپ کو ترکیب سمجھا رہا ہوں کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خصوصیت سے ملک نے شرافت دکھائی ہے اور احمدیت میں داخل ہو رہا ہے وہاں ان کی تکلیفیں دور کرنے میں ایک یہ قدم بھی اٹھائیں اور ایسی تحریکات جاری کریں جس میں اس ملک کے بڑے لوگ، صاحب حیثیت لوگ جن بے چاروں کو یہ نہیں پتہ کہ انہوں نے خرچ کیسے کرنا ہے اپنی دولت کو اور کیسے ابدی مزے حاصل کرنے ہیں آپ سربراہ بنیں، ان کو منظم کریں اور ان سے کہیں کہ تم آگے بڑھو اور خدمت کرو اپنے غریبوں کی اور یہ طریق ہو اس کا کہ ہر جگہ ان کو صاحب حیثیت بناؤ۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں تاکہ ہمیشہ ان کا ہاتھ تمہاری طرف نہ بڑھے بلکہ لوگوں کے ہاتھ ان کی طرف اٹھنے شروع ہو جائیں۔

یہ وہ جو مضمون ہے دوسرا پہلو یہ میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ساری دنیا میں جماعتوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ براہ راست آپ کو اس سے فائدہ نہیں پہنچے گا لیکن بالواسطہ ایک فائدہ ضرور پہنچے گا اور ضرور پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ بندے جو باعزت بندے خدا کے بنتے ہیں جو آگے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں یہ جب احمدی ہونگے تو آپ کے لئے بہت زیادہ مفید وجود بنیں گے۔ کوئی نسبت ہی نہیں ان میں اور ان لوگوں میں جو بھیڑ بکریوں کی طرح بعض دفعہ اپنے سرداروں کو احمدی ہوتا دیکھتے ہیں تو احمدی ہو جاتے ہیں ان کو سنبھالنا ضروری ہے۔ ان میں انسانی قدریں پیدا کرنا ضروری ہے، ان کی تربیت کرنا بڑا لمبا کام ہے۔

تو وہ کام جو بعد میں کرنا ہے ابھی یہیں کیوں نہیں شروع کر دیتے اور اس کام میں غیر آپ کا مددگار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انہی کاموں کی طرف اللہ تعالیٰ جب توجہ دلاتا ہے تو قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ سے یہ اعلان کرواتا ہے ﴿قل يٰاهل الكتاب تعالوآ الى كلمة سوآء بيننا و بينكم﴾ کہ اے اہل کتاب!، اے یہودیو! آؤ ہم تمہیں قدر مشترک کی طرف بلاتے ہیں اور جس قدر مشترک کی طرف بلایا وہ توحید باری تعالیٰ ہے اور توحید ہی کے یہ تقاضے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ توحید باری تعالیٰ کی طرف بلائیں گے تو خدا کے بندوں کی طرف بلانا لازمی حصہ ہے ورنہ خدا اور بندوں کے درمیان توحید قائم ہو ہی نہیں سکتی۔ پہلے بندوں کو خدا کی توحید کی طرف بلائیں، ان کے دلوں کو خالص کریں اور اس توحید کے نام پر ان سے مدد مانگیں پھر ان کو سمجھائیں کہ اس توحید کا تقاضا ہے کہ جس نے کل عالم کے بندے پیدا کئے ان کا

خوشخبری خوشخبری خوشخبری

S.T.S.

Shans Travel Service

دنیا بھر کی ائیر لائینز کے ٹکٹ ہمارے ہاں مناسب قیمتوں پر دستیاب ہیں۔

جرمنی کے ہر بڑے شہر سے ایشیا، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور افریقہ کے تمام ممالک کے سفر کے لئے ہماری خدمات سے مستفید ہوں نیز جلسہ سالانہ انگلستان میں شامل ہونے والے احباب کے لئے فیری کے ٹکٹ بھی بارعایت دستیاب ہیں۔

آپ کی خدمت کر کے ہمیں دلی مسرت ہو گی

آپ کے تعاون کے خواہشمند ...... ہمبرگ میں آپ کا اپنا ادارہ

شانز ٹریول سروس

Sub office: Bahnhofstr.1; 25451 Quickborn

Tel & Fax: 04106/81694 ; 0177-2493058

خیال پیدا کرنے والے کی وجہ سے کرو۔ ان کی خدمت اس لئے کرو کہ خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے اور اس نے انسان کو اختیار بخش دیا ہے کہ چاہے تو کرے، چاہے تو نہ کرے۔ مگر اللہ اسی کا بنے گا جو ضرورتیں پوری کرے گا کیونکہ وہ خدا نہیں بن رہا۔

تو اس پہلو سے ان تحریکات میں مذہبی رنگ بھی دیں لیکن احمدیت کی طرف بلانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اسلام انہی باتوں کی طرف بلا رہا ہے اور اسلام کا نام بھی نہیں لے گا ﴿قل یاھل الکتاب تعالوآ الی کلمة سوآء بیننا و بینکم﴾ اے اہل کتاب ہم تمہیں اب اس لئے نہیں بلا رہے اپنی طرف کہ اپنے مذاہب کو ترک کر دو اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ ہم اس لئے بلا رہے ہیں کہ اسلام کا اعلیٰ مقصد توحید کا قیام ہے اور تم بھی یہی دعویٰ کرتے ہو خواہ توحید کو قائم کرو یا نہ کرو تمہاری زبان کے دعوے یہی ہیں۔ یہودیت بھی توحید کا دعویٰ کرتی ہے اور عیسائیت بھی توحید کا دعویٰ کرتی ہے۔ آگے توحید کو پھاڑیں یہ الگ مسئلہ ہے۔ مگر قرآن کریم نے وہاں ہاتھ ڈالا جہاں مٹھی اکٹھی تھی۔ جب وہ مٹھی جھاڑو کے تنکے بن جاتی ہے تو پھر پھیل جاتی ہے تو اس کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ طریقہ سکھا دیا ہے ان قوموں کو اس نام پر جب آپ تحریک کریں گے کہ آؤ غریبوں کی خدمت میں ہم اکٹھے ہوتے ہیں تو یہاں خدائے واحد کا نام لینا نہ بھولیں ورنہ آپکی یہ محنتیں فائدہ تو دیں گی مگر اس فائدے کو زیادہ بہتر بھی تو بنایا جا سکتا ہے۔ ایک ہی چیز کی تھوڑے داموں میں زیادہ قیمت وصول کی جا سکتی ہے۔

تو اپنی ان کوششوں کے نتیجے میں ان کو بھی توحید کی طرف بلائیں اور ان سے جو کام لیں اس کے نتیجے میں جن پر یہ فیض جاری کریں ان کو بھی خدائے واحد کا حوالہ ضرور دیں کہ ہم جو تمہاری خاطر کام کر رہے ہیں اس لئے کہ تم اسی خدا کے بندے ہو جس کے سب دنیا والے بندے ہیں۔ اس لئے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ تمہاری خدمت کی جائے۔ یہ احساس اگر آپ پیدا کر دیں تو یہ ساری تنظیمیں ایسی ہونگی جو دن بدن خدا کی طرف زیادہ توجہ دیں گی۔ عبادت میں ترقی کریں گی اور روحانیت میں ترقی کریں گی اور ان کا فیض وہ ہے جو آپ کی طرف سے پہنچے گا اور پھر آپ کو بھی پہنچے گا۔ یہ فیض کی عجیب بات ہوتی ہے۔ یہ لوٹ کر آیا کرتا ہے۔ ﴿ھل جزاء الاحسان ا لا الاحسان﴾ قرآن کریم نے ایک ایک چھوٹی چھوٹی آیت میں عظیم الشان دائمی حکمتوں کے مضمون بیان فرما دیئے ہیں۔ یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے تم فیض کرو گے فیض، فیض کی خاطر تو یہ خیال نہ کرنا کہ وہ ڈوب جائے گا، وہ لوٹ کر آئے گا۔ جس طرح تم شکر جب کرتے ہو تو میں بھی تو اس شکر کو لوٹاتا ہوں۔ میں نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے گویا خدا کہہ رہا ہے کہ اے میرے بندو یہ بات میں نے فطرت انسانی میں داخل کر دی ہے کہ تم جب ان سے احسان کا معاملہ کرتے ہو تو حقیقتاً ان کا دل بھی چاہتا ہے وہ تم سے احسان کا معاملہ کریں یعنی اس سے بھی بڑھ کر جو تم نے ان پر کیا اور اس طرح یہ سلسلے دراز ہوتے چلے جاتے ہیں۔

پس جو آئندہ دو تین ماہ باقی ہیں ان میں خصوصیت کے ساتھ ان نصیحتوں کی طرف متوجہ ہوں امیر ممالک بھی اور غریب ممالک بھی۔ اور اس سلسلے میں باقی باتیں آئندہ انشاء اللہ آپ سے اور بھی کروں گا لیکن اس وقت آپ کو خصوصیت سے متوجہ کر رہا ہوں کہ بقیہ دو سال میں آپ نے اپنی یہی کمائی کھانی ہے۔ جتنا زیادہ احسان کریں گے اتنا ہی آپ پر احسان ہو گا۔ جتنا زیادہ شکر کریں گے اتنا اللہ آپ پر شکر کرے گا اور کوئی دنیا کی طاقت آپ کے قدم روک نہیں سکتی۔ وہ مولوی بیچارے کیا چیز ہیں۔ ان کی حیثیت کیا ہے۔ بڑبولے ہمیں پھاڑتے پھاڑتے آپ پھٹنے شروع ہوئے۔ اتنا پھٹ رہے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ہر تقسیم آگے پھر تقسیم ہو رہی ہے اور وہ جو دعائیں تھیں "اللھم مزقھم کل ممزق و سحقھم تسحیقا" آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں اور اس کا کوئی علاج نہیں کر سکتے، پھٹتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ ختم نبوت کی تنظیم جس نے اعلان کیا تھا کہ ہم اب لعنتیں ڈالیں گے وہ آپ پھٹ گئے یہاں۔ آگے ان کی مسجدیں پھٹ گئیں کہاں اکٹھے رہ سکیں گے۔ پس ان کا پھٹنا ہی آپکی توحید کا نشان بن رہا ہے یہ پھٹ رہے ہیں آپ نہیں پھٹ رہے اس لئے کہ آپ کا خدا کی توحید سے تعلق ہے۔ ایسے کڑے پر آپ نے ہاتھ ڈالا ہے کہ ﴿لاانفصام لھا﴾ اس کا ٹوٹنا ممکن ہی نہیں ہے۔ پس اپنے نفس کی توحید کی حفاظت کریں اس توحید کو جاری کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو آگے سے آگے بڑھاتا چلا جائے گا اور اس تقدیر الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 / 0181 553 3611

بنگلہ دیش میں طوفان
اور
مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے خدمت خلق

بنگلہ دیش طوفانوں اور سیلابوں کی سرزمین ہے۔ ہر سال کوئی نہ کوئی طوفان یا سیلاب آ جاتا ہے۔ کروڑوں روپے کا نقصان ہو جاتا ہے۔ جانی نقصان کافی ہو جاتا ہے۔ لاکھوں بے گھر ہو جاتے ہیں۔ فصلیں برباد ہو جاتی ہیں۔ ایک بے کسی کا عالم ہوتا ہے۔ ناگفتہ بہ حالت میں لوگ لیل و نہار بسر کرتے ہیں۔ یہ حالت کئی ماہ تک جاری رہتی ہے۔ بنگلہ دیش میں ۱۹۹۱ء میں بھی ایک زبردست طوفان آیا تھا۔ قریباً سارا بنگلہ دیش اس سے متاثر ہوا تھا۔ خاص طور پر سمندر کے قریب علاقے میں ناقابل بیان نقصانات ہوئے تھے۔ لاکھوں لوگ دیکھتے دیکھتے لقمہ اجل ہو گئے۔ اس وقت جانی نقصان بے حد ہوا تھا۔

امسال بھی (مئی ۱۹۹۷ء) میں ایک غیر معمولی زبردست طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔ موجودہ گورنمنٹ اور عوام نے اس طوفان کا مقابلہ بہادری سے کیا۔ عوام میں ۲۴ گھنٹے قبل اس طوفان کی اطلاع ہو چکی تھی۔ گورنمنٹ کی طرف سے خاص طور پر ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دوسرے خصوصی ذرائع سے اس طوفان کی اطلاع بار بار دی جاتی رہی۔ لوگوں نے بروقت پناہ گاہوں میں پناہ لے لی اور بچنے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کیں۔ اس لئے امسال مالی اور جانی نقصان پچھلے طوفانوں کے مقابلہ میں بہت کم ہوا۔ تاہم پھر بھی کافی نقصانات ہوئے۔ گاؤں کے گاؤں تباہ ہو گئے۔ ایک بڑا علاقہ زیر آب تھا۔ وہاں امدادی کام کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ تمام راستے مسدود ہو گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر کے ذریعہ وہاں امداد پہنچائی گئی۔

ان حالات کے پیش نظر صدر خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش نے فوری طور پر اپنی مجلس عاملہ کی ضروری میٹنگ بلوائی اور تباہ شدہ علاقہ میں Relief کام کے لئے پروگرام طے پایا۔ ڈھاکہ میں ایک ٹیم تیار ہوئی جس میں دو ڈاکٹر تھے۔ کچھ نقدی، پارچات، دوائیاں اور دیگر سازوسامان لے کر ڈھاکہ کی ٹیم چٹاگانگ روانہ ہوئی۔ خدام الاحمدیہ کی ایک دوسری ٹیم برہمن بڑیا سے چٹاگانگ کی طرف روانہ ہوئی۔ تیسری ٹیم چٹاگانگ میں موجود تھی۔ چنانچہ ۳۰ خدام کا یہ قافلہ چٹاگانگ سے کاکس بازار کی طرف روانہ ہوا۔ اس قافلہ میں دو ڈاکٹروں کے علاوہ چار کارپینٹر بھی شامل تھے۔ کاکس بازار پہنچتے ہی سب سے پہلے ڈسٹرکٹ چیف میڈیکل آفیسر سے رابطہ قائم کیا۔ اور اس قافلہ کی آمد کی غرض بتائی۔ میڈیکل آفیسر بہت خوش ہوئے اور ہر قسم کے تعاون کا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ پچاس ہزار روپے کی لاگت کی دوائیاں اس قافلہ کے حوالے کیں اور گائیڈ بھی دیا اور ایک مخصوص علاقہ میں خدمت کرنے کا موقع دیا۔ کاکس بازار میں اس قافلہ کے دو گروپ کئے گئے۔ ایک گروپ نے میڈیکل سروس لوگوں کو مہیا کی۔ ہمارے ڈاکٹروں اور خدام نے بہت محنت سے دن رات عوام کی وہاں خدمت کی۔ دوسری ٹیم جس میں چار کارپینٹر تھے لوگوں کے گرے ہوئے مکانوں کی مرمت میں لگی رہی۔ لاکھوں میں نقدی، پارچات، خوراک اور گھر بنانے کے سازوسامان تقسیم کرتے رہے۔ اسی طرح کاکس بازار میں جو احمدی خاندان اس طوفان سے متاثر تھے ان کی بھی ضروری امداد کی گئی۔ ان میں پارچات، خوراک اور دیگر سازوسامان تقسیم کئے گئے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس ریلیف کام کے دوران میں ہمارے خدام نے کوئی تبلیغی کام نہیں کیا بلکہ اپنے عملی نمونہ اور خدمت خلق کے ذریعہ وہاں کے لوگوں کا دل موہ لیا۔ خدام الاحمدیہ کی اس ریلیف کام کا تذکرہ مقامی اخباروں میں بھی ہوا۔ اللہ تعالیٰ خدام بھائیوں کی یہ خدمت خلق قبول فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ : مصلح الدین خادم۔ بنگلہ دیش)

تبصرہ کتب

درس عبرت

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاندین کا عبرتناک انجام

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ بتایا تھا کہ "انی مھین من اراد اھانتك" یعنی جو بھی تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اسے ذلیل و رسوا کروں گا۔ یہ خدائی وعدہ بارہا بڑے جلال اور شان و شوکت کے ساتھ پورا ہوا اور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ دنیا بھر میں ایسی بہت سی عبرتناک مثالیں پھیلی پڑی ہیں کہ جب بعض معاندین احمدیت نے تکذیب و تکفیر میں توہین آمیز روش اختیار کی تو بالآخر وہ خدائی پکڑ کے نیچے آئے اور ہمیشہ کے لئے عبرت کا نشان بنا دیئے گئے۔

مکرم بشیر احمد رفیق صاحب سابق امام مسجد فضل لندن نے سوا تین صد صفحات پر مشتمل اپنی تازہ تالیف "درس عبرت" میں ایسی ہی بعض عبرتناک مثالوں کو یکجا کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ کس طرح بعض معاندین احمدیت اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہوئے۔ اور خدا کے مامور کے مقابل پر تمسخر اور استہزاء کی روش نے انہیں ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک ڈالا۔ یہ کتاب جماعت احمدیہ برطانیہ، امریکہ، کینیڈا اور جرمنی کے بک سٹالز سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

امت مسلمہ کے مختلف فرقے

از قلم: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب (مرحوم)

تیسری قسط

شیعوں کا دوسرا بڑا ضمنی فرقہ الزیدیہ

شیعہ زیدیہ دوسرے امامیہ فرقوں سے اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ یہ حضرت امام زین العابدین کے بیٹے محمد باقر کی بجائے ان کے دوسرے بیٹے زید بن زین العابدین کو اپنا امام مانتے ہیں اور حضرت زید کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے یحیٰ کی امامت کے قائل ہیں۔

زیدیہ کے نزدیک امامت کے اہل ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

الف: امام وہ بن سکتا ہے جو حضرت فاطمہؓ کی نسل سے ہو۔

ب: وہ صاحب السیف ہو یعنی اقتدار کا مالک ہو یا اقتدار حاصل کرنے کے لئے مسلح جدوجہد میں مصروف رہتا ہو۔

ج: امامت کے لئے نص اور وصیت ضروری نہیں بلکہ امت کو امام منتخب کرنے کا حق ہے جبکہ منتخب میں مندرجہ بالا دونوں شرائط پائی جاتی ہوں۔ یہ فرقہ اصولی طور پر امام غائب یا "مہدی منتظر" کا بھی قائل نہیں بلکہ ضروری سمجھتا ہے کہ کہ امت میں ہر وقت واجب الاطاعت امام موجود ہو جو امت کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت زید بنوامیہ کے خلاف نہ تھے بلکہ مسالم تھے لیکن ایک بار وہ اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دربار میں گئے تو اس نے بلاوجہ آپ کی توہین کی اور آپ کو لونڈی زادہ کہا۔ آپ وہاں سے کبیدہ خاطر واپس آئے اور ہشام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ کوفہ اور گردونواح کے ہزاروں باشندوں نے آپ کی بیعت کی اور بنوامیہ سے جنگ میں آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جنگ کے دوران حضرت زید کے بعض سرداروں نے آپ سے سوال کیا کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارہ میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ حضرت زید نے جواب دیا میں ان کو اپنا بزرگ مانتا ہوں "وانی لا اقول الا خیراً و ما سمعت ابی یقول فیھما الا خیراً" اس پر یہ معترضین اور ان کے پیرو سب آپ سے الگ ہو گئے۔ صرف دو سو آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے اس پر آپ نے فرمایا یہ لوگ جنہوں نے عین میدان جنگ میں غداری کی ہے رافضی ہیں۔ اس طرح پہلی دفعہ شیعوں کا نام رافضی پڑا۔ بہر حال زید اور ان کے دو سو ساتھی لڑتے ہوئے سب کے سب شہید ہو گئے۔ حضرت زید کی تدفین ہوئی لیکن عراق کے اموی والی نے آپ کی نعش کو قبر سے نکال کر سولی پر لٹکا دیا۔ یہ ننگی نعش کئی دنوں تک لٹکتی رہی اس کے بعد اسے اتار کر جلا دیا گیا۔ حضرت امام زید کے بیٹے یحیٰ خراسان کی طرف بھاگ گئے لیکن وہاں کے والی سے جنگ کرتے ہوئے وہ بھی شہید ہو گئے۔ خراسان کے شہر جوزجان میں ان کا مزار اب تک مرجع عوام ہے۔ کوفیوں کی اس قسم کی غداریوں کی وجہ سے جو انہوں نے مسلسل ائمہ اہل بیت سے روا رکھیں یہ محاورہ مشہور ہو گیا کہ ھو اغدر من کوفی کیونکہ کوفیوں نے سب سے پہلے حضرت علیؓ سے غداری کی جو بالآخر حضرت علیؓ کی شہادت پر منتج ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت حسینؓ کی بیعت کی لیکن اس پر وہ قائم نہ رہے اور ایک موقعہ پر آپکو نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا۔ حضرت امام حسنؓ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر امیر معاویہ سے مصالحت کر لی۔ اس کے بعد اہل کوفہ نے امام حسینؓ کو مکہ سے بلوایا لیکن بعد میں آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا اور ان کی غداری کی وجہ سے امام حسینؓ اور ان کا سارا خاندان میدان کربلا میں شہید ہو گیا۔ صرف امام زین العابدین بوجہ بیماری اور امام حسن مثنی بوجہ صغر سنی بچ سکے۔ امام حسینؓ کو شہید کرنے والے بھی سب کے سب کوفی تھے۔ ان میں ایک بھی شامی نہیں تھا۔ اس کے بعد امام حسینؓ کے پوتے حضرت زیدؒ سے غداری کے یہ مرتکب ہوئے۔ غرض اہل کوفہ کی غداریوں کی فہرست بڑی طویل ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ائمہ اہل بیت کی وفاداری کے عہد کرتے، ان کی بیعت کرتے لیکن جلد ہی اپنے عہد سے پھر جاتے اور بعض اوقات عین میدان جنگ میں اپنے امام کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے۔

الزیدیہ کے ذیلی فرقے

حضرت زید کی شہادت کے بعد زیدیہ مندرجہ ذیل تین فرقوں میں بٹ گئے۔

الجارودیہ . السلیمانیہ . اور البتریہ

الجارودیہ: یہ فرقہ ابوالجارود کا پیرو تھا۔ اس فرقے کا نظریہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نام لے کر حضرت علیؓ کو جانشین مقرر نہیں کیا تھا بلکہ آپؐ نے بعض ایسے اوصاف بیان کئے تھے جو حضرت علیؓ میں پائے جاتے تھے۔ اور جس کا مفہوم یہ تھا کہ میرے بعد علی کو میرا جانشین مانا جائے۔ "ای ان النبیؐ نص علی امامة علی بالوصف دون الاسم" مگر صحابہ اس ہدایت کی پابندی نہ کر کے کفر کے مرتکب ہوئے۔

جارودیہ کا یہ نظریہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی امامت "وصفاً منصوص" ہے اور اس کے بعد حضرت علیؓ کی فاطمی اولاد میں سے شوریٰ یعنی انتخاب کے ذریعہ امام منتخب ہوگا۔ بشرطیکہ وہ صاحب السیف ہو۔ جارودیہ کی ایک شاخ کا یہ نظریہ ہے کہ امام محمد بن عبداللہ "مہدی منتظر" ہیں۔ گویا جو نظریہ امامیہ میں سے فرقہ الحمدیہ کا ہے وہی نظریہ ان کا بھی ہے لیکن زیدیہ کے دوسرے فرقے امام حاضر کے قائل ہیں یعنی ان کے نزدیک جب امام فوت ہو جائے تو اس کی وفات کے بعد بذریعہ انتخاب دوسرا امام مقرر کرنا ضروری ہے۔

السلیمانیہ: یہ فرقہ سلیمان بن جریر کا پیرو ہے۔ اس فرقہ کا نظریہ یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو امام ماننے کی وصفاً تاکید کی تھی نہ یہ کہ آپ کا نام لے کر آپ کو خلیفہ ماننے کا حکم دیا تھا، لیکن صحابہؓ نے اس ہدایت کے مطابق حضرت علیؓ کو اپنا امام نہ مانا بلکہ ابوبکرؓ کو امام منتخب کر لیا۔ مگر صحابہؓ کی یہ غلطی اجتہادی تھی یعنی انہوں نے ترک اولیٰ کیا۔ اس لئے اس غلطی کی وجہ سے نہ وہ کافر ہیں اور نہ مستوجب سزا۔ (العقیدہ والشریعة فی الاسلام صفحہ ۲۱۱)۔ غرض یہ فرقہ افضل کی موجودگی میں مفضول کو امام مان لینے کو جائز سمجھتا ہے۔ اس لئے اس فرقہ کے نزدیک ابوبکرؓ اور عمرؓ امام برحق اور خلیفہ راشد تھے تاہم یہ فرقہ حضرت عثمانؓ کی تکفیر کرتا ہے۔

البتریہ: یہ فرقہ صالح بن حی اور کثیر النواء الابتر کا پیرو ہے۔ ان کا نظریہ بھی خلافت کے بارہ میں وہی ہے جو سلیمانیہ کا ہے لیکن یہ حضرت عثمانؓ کی تکفیر نہیں کرتے۔ فھو لاء احسن حالا عند اھل السنة.

زیدیہ کے تینوں گروہ خوارج کی طرح کبیرہ گناہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی مانتے ہیں۔

فرقہ زیدیہ یمن میں برسر اقتدار ہے اور دوسرے شیعہ فرقوں کی نسبت اہل سنت کے زیادہ قریب ہے۔ فقہ زیدیہ بھی ایک قابل قدر علمی سرمایہ اور مطالعہ کے لائق فقہ ہے۔

شیعوں کا تیسرا بڑا ضمنی فرقہ الکیسانیہ

شیعوں کا یہ فرقہ مختار بن عبید ثقفی المقتول ۶۷ھ کی طرف منسوب تھا۔ مختار حضرت امام حسین کے قاتلین سے انتقام لینے کا دعویٰ لے کر اٹھا اور ان کو چن چن کر قتل کیا یہاں تک کہ ایک جنگ میں امام حسینؓ کے قتل میں ملوث آخری آدمی محمد بن الاشعث کندی کو بھی قتل کیا اور کہا "واللہ لا ا بالی بالموت بعد ھذا" چنانچہ اسی جنگ کے تسلسل میں مختار مارا گیا۔ مختار کے اسی کارنامہ کی وجہ سے عام شیعہ کے دل میں اس کی بہت زیادہ قدر ہے۔

مختار نے حضرت علیؓ کے ایک غیر فاطمی بیٹے محمد بن الحنفیہ کو امام ماننے کی دعوت دی اور انہیں مہدی قرار دیا۔ کیسان مختار کا خفیہ نام تھا۔ بعض روایات کے مطابق کیسان امام محمد بن الحنفیہ کا ایک مقرب شاگرد تھا۔ جس نے مختار کو قاتلین حسینؓ سے انتقام لینے پر اکسایا تھا اور فرقہ کیسانیہ اسی کیسان کی طرف منسوب ہے۔

بہر حال مختار کو اس دعوت میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ کوفہ اور اسکے گردونواح میں سترہ ہزار کے قریب لوگ اس کے پیرو بن گئے۔ ان دنوں عراق کا علاقہ عبداللہ بن زبیرؓ کے قبضہ میں تھا اور خاصے انتشار کا شکار بنا ہوا تھا۔ مختار نے آغاز میں زبیریوں کو اس علاقہ میں بے اثر کر دیا۔ مختار وحی والہام کا بھی مدعی تھا اس نے کئی پیشگوئیاں کیں جو پیشگوئی پوری ہو جاتی اسے وہ اپنی صداقت کے طور پر پیش کرتا اور جو پوری نہ ہوتی اس کے بارہ میں کہتا کہ خدا نے ارادہ بدل لیا ہے۔ اس تبدیلی وارادہ کا اس نے اصطلاحی نام "بداء" رکھا۔ نظریہ بداء پہلی دفعہ مختار نے ہی پیش کیا تھا اس کے بعد بعض اور شیعہ فرقوں نے اس سے متعدد بار کام لیا۔ جیسا کہ شیعہ اثنا عشریہ کے بیان میں اذکر آچکا ہے۔

کیسانیہ فرقہ کے خصوصی نظریات یہ ہیں:

کیسانیہ کا ایک گروہ کہتا تھا کہ محمد بن الحنفیہ "مہدی منتظر" ہیں۔ وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ رضوی پہاڑ میں پناہ گزین ہیں۔ وہاں شہد اور پانی کے چشمے سے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں اور ایک شیر ان کی حفاظت پر مامور ہے۔ وہ اپنے وقت پر ظاہر ہونگے اور دشمنوں کو ہلاک کریں گے۔

ایک کیسانی شاعر کثیر عزہ اس بارہ میں کہتا ہے

تغیب لا یریٰ فیھم زمانا
برضویٰ عندہ عسل و ماء

یہ بھی کہا گیا کہ محمد بن الحنفیہ کو رضوی پہاڑ میں ان کی بعض غلطیوں کی وجہ سے قید کیا گیا تھا یعنی اللہ کی طرف سے ان کو یہ سزا دی گئی کیونکہ انہوں نے امام حسینؓ کی شہادت کے بعد یزید کے پاس جا کر معذرت کی تھی اور اس سے مال (عطاء) قبول کیا تھا۔ ان کی دوسری غلطی یہ تھی کہ انہوں نے ابن زبیر کا مقابلہ نہ کیا بلکہ مکہ سے بھاگ کر عبدالملک بن مروان کی پناہ میں آنے کی کوشش کی۔

کیسانیہ کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ محمد بن الحنفیہ فوت ہو گئے ہیں اور ان کے بعد ان کے لڑکے ابوہاشم عبداللہ بطور وصی امام مقرر ہوئے اور پھر انہوں نے اپنی وفات کے وقت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کے حق میں وصیت کی اور ان کو اپنا جانشین بنایا۔ یہاں سے ہی بنوامیہ کے خلاف چلائی گئی خفیہ تحریک علویوں کے ہاتھوں سے نکل کر عباسیوں کے ہاتھوں میں آگئی اور بالآخر دولت عباسیہ کے قیام پر منتج ہوئی۔ چنانچہ یہ تحریک جو بنوامیہ کے خلاف شروع کی گئی تھی جب کامیاب ہوئی تو محمد بن علی کے بھائی ابوالعباس سفاح اور ان کی وفات کے بعد ابو جعفر منصور مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور دولت عباسیہ میں بھی علوی بدستور زیر عتاب رہے اور ان پر بڑی سختیاں ہوئیں۔

کیسانیہ کے ایک اور گروہ کا دعویٰ تھا کہ امام ابوہاشم نے اپنے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب کے پڑپوتے عبداللہ بن معاویہ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ چنانچہ عباسیوں کی خفیہ تحریک کے فروغ سے کچھ پہلے عبداللہ بن معاویہ کے گروہ کو خاصی کامیابی نصیب ہوئی اور یہ گروہ عراق اور خراسان کے علاقوں پر قابض بھی ہو گیا لیکن یہ قبضہ عارضی ثابت ہوا۔ ابو مسلم خراسانی جو عباسیوں کا حامی تھا اس نے عبداللہ بن معاویہ کی تحریک کو کچل دیا اور عبداللہ کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا اور وہ قید کی حالت میں ہی فوت ہوئے۔ عبداللہ کے پیرو عبداللہ کی الٰہیت کے قائل ہیں اور تناسخ کے نظریہ کو مانتے ہیں۔ کما سیجیئی.

اعتدال پسند فرقوں کے بارہ میں اہل سنت کا مسلک

علامہ بغدادی صاحب کتاب "الفرق بین الفرق" اعتدال پسند فرقوں کے بارہ میں امامیہ، زیدیہ، خوارج اور معتزلہ وغیرہ فرقے جو غلو میں حد سے نہیں بڑھے وہ اپنی بدعات کے باوجود بعض احکام میں امت اسلامیہ کا حصہ ہیں اور اس میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ لکھتے ہیں: ھو من جملة امة الاسلام فی بعض الاحکام وھو ان یدفن فی مقابر المسلمین ولا یمنع من دخول مساجد المسلیمن و من الصلوٰة فیھا و یخرج فی بعض الاحکام عن امة الاسلام و ذالك انه لا تجوز الصلوٰة علیه ولا الصلوٰة خلفه ولا تحل ذبیحته ولا تحل المرأة منھم للسنی ولا یصح نکاح السنیه من احد منھم. (الفرق صفحه ۱٦۷)

شیعوں کے بعض غلو پسند فرقے جو امت مسلمہ میں شامل نہیں سمجھے جاتے

السبئیة: یہ فرقہ عبداللہ بن سبا کا پیرو تھا۔ اس فرقہ کے بعض لوگ حضرت علیؓ کو نبی مانتے تھے اور بعض انہیں خدا کہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علیؓ کو ان کی اس قسم کی گمراہیوں کا علم ہوا۔ تو آپ نے حضرت ابن عباسؓ کے مشورہ سے اس گروہ کے سرغنہ عبداللہ بن سبا کو مدائن کی طرف جلاوطن کر دیا لیکن وہاں بھی وہ شرارت

سے باز نہ آیا۔ خفیہ طور پر عقائد باطلہ پھیلاتا رہا کیونکہ اس کا اصل مقصد امت مسلمہ میں انتشار پھیلانا تھا جس کے لئے اس نے اہل بیت سے محبت اور موالات کو بطور ہتھیار استعمال کیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ علی قتل نہیں ہوئے بلکہ شیطان قتل ہوا ہے جس نے علی کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اس کا قول تھا کہ " ان علیا صعد الی السماء کما صعد عیسیٰ و انه سینزل الی الدنیا وینتقم من اعداء ہ"

عبداللہ بن سبا حضرت علیؓ کو مہدی منتظر قرار دیتا تھا اور کہتا تھا کہ بادلوں میں جو بجلی کوندتی ہے وہ علی کا کوڑا ہے اور گرج علی کی آواز ہے۔ اس طرح بعض کے نزدیک عبداللہ بن سبا یہ بھی کہتا تھا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور علی آنحضرت ﷺ کے وصی ہیں. ای انه وجد فی التوراۃ ان لکل نبی وصیا و ا ن علیا وصی محمد ﷺ و انه خیر الاوصیاء" گویا علیؓ کے وصی ہونے کے نظریہ کا موجد عبداللہ بن سبا ہے۔

۲۔ البیانیه : یہ فرقہ بیان بن سمعان کا پیرو تھا ان کا دعویٰ تھا کہ امام محمد بن الحنفیہ کے بیٹے امام ابوہاشم مہدی منتظر ہیں اور انہوں نے نہ تو محمد بن علی عباسی کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور نہ عبداللہ بن معاویہ جعفری کو بلکہ انہوں نے اپنے مقرب شاگرد بیان بن سمعان کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ اس گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ روح الٰہ حضرت علیؓ سے منتقل ہو کر ان کے بیٹے محمد بن الحنفیہ میں اور اس کے بعد ان کے بیٹے ابوہاشم میں حلول کئے رہی اور ان کے بعد بیان بن سمعان میں آ بسی۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔' ان روح الاله تناسخت فی النبیاء و الآئمة حتی انتلقت الی بیان ابن سمعان التمیمی ' بیان اس بات کا بھی مدعی تھا کہ آیت کریمہ ﴿ھذا بیان للناس﴾ میں اس کا ذکر ہے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ انا البیان و انا الھدیٰ والموعظة' بیان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے جس کی طاقت سے وہ دنیا میں انقلاب بپا کر سکتا ہے۔ بیان کا نظریہ تھا کہ چہرہ کے سوا خدا کا سب وجود فنا ہو جائے گا (العیاذ باللہ) کیونکہ قرآن کریم میں وارد ہے ﴿کل من علیھا فان و یبقیٰ وجه ربك ذوالجلال والاکرام﴾ (الرحمان ۲۷، ۲۸)۔ اور سورہ القصص میں فرمایا ﴿کل شیی ء ھالك الا وجھه﴾ (القصص ۸۹)۔

بیانیہ کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ بیان اللہ کا نبی ہے اور اس نے مبعوث ہو کر شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دیا ہے۔

عراق کے اموی حاکم خالد بن عبداللہ القسری نے بیان کو اس کی شرارتوں کی وجہ سے گرفتار کر لیا اور اسے سولی دینے سے پہلے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا " ان کنت تھزم الجیوش بالاسم الاعظم الذی تعرفه فاھزم به اعوانی"

۳۔ المغیریه : یہ فرقہ مغیرہ بن سعید العجلی کا پیرو تھا۔ مغیرہ پہلے امام محمد باقر کا عقیدت مند تھا۔ پھر ان کی امامت کے بارہ میں شک کرنے لگا اور ان کی وفات کے بعد امام جعفر صادق کی امامت قبول کی پھر امام محمد النفس الزکیہ بن عبداللہ کا عقیدت مند بن گیا۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ یہ محمد ہی " مہدی منتظر " ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مغیرہ نے اقتدار حاصل کرنے کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ بھی اس بات کا مدعی تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے اور وہ اس کی طاقت سے مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ اس کا یہ نظریہ بھی تھا کہ خدا ایک نورانی انسانی شکل رکھتا ہے اور اس کے اعضاء حروف ہجاء کی صورت پر ہیں۔ وہ یہ بھی مانتا تھا کہ خدا جب کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسم اعظم بولتا ہے " سبح اسم ربك الاعلیٰ" میں اسی اسم اعظم کی طرف اشارہ ہے۔ وہ نظریہ تخلیق کی یوں تشریح کیا کرتا تھا کہ خدا نے جب اسم اعظم بولا تو وہ اسم اعظم اس کے سر کا تاج بن گیا پھر اس نے اپنی انگلی سے ہتھیلی پر اپنے بندوں کے اعمال اور ان کی تقدیریں لکھیں۔ جب اسے اپنے بندوں کے گناہ نظر آئے تو اسے سخت غصہ آیا اور غصہ سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ یہ پسینہ دو سمندر بن گیا ایک شیریں اور ایک نمکین اور تلخ۔ شیریں سمندر سے شیعہ پیدا ہوئے اور کڑوے سمندر سے شیعوں کے دشمن کافر۔ سمندر کے پانی میں خدا کو اپنا سایہ نظر آیا تو خدا اسے پکڑنے کے لئے دوڑا کہ اسے فنا کر دے تاکہ وہ سایہ اور ظل دوسرا خدا نہ بن سکے۔ چنانچہ اس نے اپنے سایہ کو پکڑ کر فنا کر دیا لیکن اس کی دو آنکھیں بچ گئیں۔ چنانچہ ایک آنکھ سے سورج پیدا ہوا اور دوسری سے چاند۔

دوسری اشیاء کی تخلیق کا آغاز پانی سے ہوا اور آیت کریمہ ﴿ قل ان کان للرحمان ولد فانا أول العابدین﴾ (الزخرف : ۸۲)۔ میں ظل محمد کی طرف ہی اشارہ ہے پھر ظل محمد سے دوسرے اظلال الناس پیدا ہوئے۔ مغیرہ نے آیت کریمہ ﴿انا عرضنا الامانة علی السماوات والارض والجبال﴾ (الاحزاب : ۷۳)۔ کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ امانت سے مراد حضرت علی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حمایت اور حفاظت کی ذمہ داری آسمان و زمین اور پہاڑوں کو سونپنی چاہی۔ لیکن انہوں نے معذرت کی کہ وہ یہ وہ ذمہ داری نہیں اٹھا سکتے۔ اس موقعہ پر عمرؓ نے ابو بکر سے کہا کہ تم یہ ذمہ داری قبول کر لو اور اگر تم اپنے بعد مجھے اپنا جانشین بنانا منظور کر لو تو میں اس معاملہ میں تمہاری مدد کروں گا۔ اور دنیا میں جا کر اس ذمہ داری سے مکر جائیں گے اور علی کی حمایت و حفاظت نہیں کریں گے۔ چنانچہ آیت کریمہ میں الفاظ "انسان، ظلوم جھول" سے مراد ابو بکر ہیں اور آیت کریمہ ﴿ کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما قال انی بری ء منك ﴾ (الحشر : ۱۷) میں شیطان سے مراد (العیاذ باللہ) عمر ہیں اور ' الانسان' سے ابو بکر۔

مغیرہ اور اس کے گروہ کے دوسرے سرغنوں کو بھی خالد بن عبداللہ القسری نے ہی گرفتار کر کے سب کو تارکول سے جلا دیا۔

۴۔ الازلیه : یہ فرقہ علیؓ اور عمرؓ دونوں کے ازلی ہونے کا قائل تھا البتہ وہ علی کو "نور" اور نمائندہ خیر مانتا تھا اور عمر کو ظلمت اور نمائندہ شر جو علی کو پریشان کرنے کے لئے مقرر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس فرقہ نے یہ خیال مجوس اور ثنویہ سے مستعار لیا ہے۔

۵۔ المنصوریه : یہ فرقہ ابو منصور العجلی کا پیرو تھا۔ ابو منصور امام محمد باقر کا مقرب شاگرد تھا۔ ان کی وفات کے بعد اس نے دعویٰ کیا کہ وہ امام محمد باقر کا نائب اور وصی ہے۔ اس کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ آیت کریمہ ﴿و ان یرو ا کسفاً من السمآء ساقطاً﴾ میں کسف سے مراد وہ خود ہے اس نے آسمان پر جا کر اللہ سے اپنے سر پر ہاتھ پھروایا۔ اور پھر وہاں سے نازل ہو کر دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا۔ اس کا یہ نظریہ بھی تھا کہ سات نبی قریش سے مبعوث ہوئے ہیں اور سات ہی اس کے قبیلہ بنو عجل سے مبعوث ہونگے۔ اس فرقہ کا یہ بھی نظریہ ہے کہ قیامت سے مراد اسی دنیا کے انقلاب ہیں۔ نعماء دنیا جنت ہیں اور مصائب الدنیا دوزخ۔ ابو منصور اپنے پیروؤں کو یہ تلقین کرتا تھا کہ جب بھی موقعہ ملے اپنے مخالفین کا گلا گھونٹ دیا کرو۔ والئ عراق یوسف ثقفی نے جو حجاج ثقفی کا بھتیجا تھا۔ ابو منصور کو گرفتار کر کے سولی دے دیا اور اس کے اتباع کو مختلف علاقوں میں تتر بتر کر دیا۔

٦۔ الجناحیه : یہ فرقہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا پیرو تھا۔ اس سے پہلے یہ گزر چکا ہے کہ امام محمد بن الحنفیہ کے بیٹے ابوہاشم کے وصی ہونے کا امام عبداللہ مذکور کو دعویٰ تھا۔ یہ بڑے خطیب اور فصیح البیان بزرگ تھے۔ بہت سے لوگوں نے ان کی بیعت اطاعت کی اور یہ فارس اور اصفہان کے وسیع علاقوں پر قابض ہو گئے۔ لیکن یہ غلبہ عارضی ثابت ہوا۔ ابو مسلم خراسانی کے ہاتھوں ان کے اتباع شکست کھا گئے۔ اور خود عبداللہ اس کے قید خانہ میں بحالت قید فوت ہوئے۔ امام عبداللہ کی وفات کے بعد بعض زندیق طبع لوگوں نے ان کے پیروؤں کو گمراہ کیا بہر حال ان کے اتباع کا نظریہ تھا کہ خدا کی روح مختلف انبیاء اور ائمہ میں حلول کرتی اور منتقل ہوتی ہوئی امام عبداللہ میں آ بسی تھی۔

جناحیہ اباحت کے بھی قائل تھے چنانچہ شراب، زنا، لواطت اور دوسرے محرمات کو جائز سمجھتے تھے اور ہر قسم کی عبادت سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ یہ اپنے ان نظریات کے درست ہونے کا استدلال اس آیت کریمہ سے پیش کرتے تھے، ﴿ لیس علی الذین آمنوا و عملوا الصلحٰت جناح فیما طعموآ اذا ما اتقوا و آمنوا﴾ (المائدہ : ۹۴)۔ اس آیت میں چونکہ جناح کا لفظ آیا ہے اس لئے اس فرقہ کو اس آیت سے استدلال کرنے کی وجہ سے جناحیہ کہا گیا ہے۔

یہ فرقہ احکام شریعت کی تاویل کرتا تھا مثلاً کہتا تھا کہ صلوٰۃ سے مراد اہل بیت کی محبت، موالات اور ان کی اطاعت ہے اور محرمات سے مراد ان کے دشمنوں سے بغض اور نفرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ فرقہ صحابہ کرامؓ سے شدید بغض رکھتا تھا۔ یہ فرقہ تناسخ کا بھی قائل تھا

۷۔ الخطابیه : یہ فرقہ ابوالخطاب محمد بن ابی زینب کا پیرو تھا۔ ابوالخطاب امام جعفر صادقؒ کا مقرب شاگرد رہا تھا ان کی وفات کے بعد اس نے دعویٰ کیا کہ وہ امام جعفر کا نائب ہے۔ امام جعفر کی زندگی میں ہی ابوالخطاب یہ عقیدہ ظاہر کرنے لگا کہ ائمہ اہل بیت نبی ہیں پھر کہا کہ وہ الٰہ ہیں۔ حسنؓ حسینؓ اور ان کی اولاد ابناء اللہ ہیں۔ ابوالخطاب کے اس قسم کے باطل عقائد کا جب امام جعفر کو علم ہوا تو انہوں نے اسے ملعون قرار دیا اور اپنی مجلس سے نکال دیا۔

ابوالخطاب نے امام جعفر کی وفات کے بعد الٰہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے پیرو کہا کرتے تھے کہ "ان جعفر اله ولکن ابا الخطاب افضل منه بل ھو افضل من علی"

ابوالخطاب کو عباسی والی عیسیٰ بن موسیٰ نے گرفتار کر کے سولی دے دیا۔

خطابیہ کا یہ نظریہ بھی تھا کہ اگر ان کے ہم عقیدہ کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو اس کے حق میں اور اس کے مخالف کے خلاف جھوٹی گواہی دینا کار ثواب ہے۔

خطابیہ کا یہ نظریہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک امام ناطق ہوتا ہے اور دوسرا امام صامت۔ ناطق کی وفات کے بعد صامت ناطق بن جاتا ہے اور کوئی دوسرا صامت کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے مثلاً آنحضرت ﷺ امام ناطق تھے اور علی امام صامت اور حضورؐ کی وفات کے بعد علی امام ناطق بن گئے۔ اسی طرح امام جعفرؒ اپنے عہد میں امام ناطق تھے اور ابوالخطاب امام صامت۔ پھر امام جعفر کی وفات کے بعد وہ امام ناطق بن گیا۔

خطابیہ تناسخ کے قائل اور قیامت کے منکر تھے۔ صحابہ کرام کی تکفیر کرتے اور اباحت کے نظریہ پر عمل پیرا تھے۔

(الفرق صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۰۔ فرق الشیعه صفحہ ۴۲ تا ۴۴)

۸۔ الغرابیه : اس فرقے کا عقیدہ تھا کہ اصل میں جبرائیل حضرت علی کی طرف وحی لائے تھے لیکن ان کی شکل چونکہ محمد (ﷺ) سے بہت ملتی تھی اس لئے جبرائیل کو دھوکہ لگ گیا اور انہوں نے علی کی بجائے محمد پر وحی اتار دی اس لئے اصل رسول علی اور ان کی اولاد ہے۔ چونکہ یہ لوگ علی اور آنحضرت ﷺ کی شکل کی مشابہت کے لئے "کالغراب بالغراب والذباب بالذباب" کی تمثیل استعمال کیا کرتے تھے اس لئے ان کا نام غرابیہ پڑ گیا۔ یہ فرقہ اس مزعومہ غلط وحی کی وجہ سے حضرت جبرائیل سے نفرت کا اظہار کرتا تھا۔ (الفرق بین الفرق صفحہ ۱۹۰)۔

۹۔ الموفضه : اس فرقہ کا عقیدہ تھا کہ تدبیر عالم آنحضرت ﷺ کے سپرد ہے اس لئے وہ مدبر اول اور خالق کائنات ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے یہ فریضہ حضرت علیؓ کے سپرد کر دیا اس لئے وہ مدبر ثانی ہیں۔ اس طرح گویا یہ دونوں کائنات کی تخلیق اور تدبیر میں شریک ہیں۔

(الفرق صفحہ ۱۹۱)

۱۰۔ الذمیه : یہ فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ علی خدا ہے اس نے محمدؐ کو اس لئے رسول بنا کر بھیجا کہ وہ علی کے اقتدار کی منادی کریں لیکن انہوں نے علی کے اقتدار کی منادی کرنے کی بجائے اپنی عظمت کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ اسی لیے یہ فرقہ آنحضرت ﷺ کے خلاف ہے اور کہتا ہے انه ادعی الامر لنفسه۔ (الفرق صفحہ ۱۹۱)

۱۱۔ الشریعیة : یہ فرقہ شریعی نامی ایک زندیق کا پیرو تھا۔ اس فرقے کا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پنجتن پاک یعنی پانچ ائمہ میں حلول کئے ہوئے ہے اس لئے یہ پانچوں کے پانچوں الٰہ ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ

تانے بانے

اگر آپ کا تعلق تلونڈی سے تھا تو آپ کا شجرہ درج ہے۔ اگر آپ کا یا آپ کے بزرگوں کا تعلق احمدیہ اسٹیٹس سندھ سے تھا، یا آپ سندھ میں کلمہ طیبہ کے نام پر گرفتار ہوئے یا آپ زیریں سندھ کے واقف زندگی ہیں یا آپ نے سندھ سے ربوہ سائیکلوں یا گھوڑوں پر ابتدائی سفر کیا تھا۔ آپ حیدر آباد، کنری یا میر پور خاص کی جماعتوں کے ابتدائی خدمت کرنے والے ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح کے دورہ جات سندھ میں خدمت ادا کی ہو تو آپ اپنا نام اور خدمت پڑھئے۔

جلسہ سالانہ لندن اور جرمنی کے موقعہ پر رعایتی قیمت مبلغ ۱۰ پاؤنڈ سٹرلنگ

براہ راست منگوانے کے لئے رابطہ :

منور خالد جرمنی۔ فون نمبر 00-49-261-41475

مجلس سوال وجواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۶/دسمبر ۱۹۹۶ء کو اردو بولنے والے احباب سے 'ملاقات' کے دوران بعض سوالوں کے جواب دئے۔ سوال وجواب کی اس مجلس کی روداد افادہ احباب کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ (مرتبہ: یوسف سلیم ملک۔ ربوہ)

تبلیغ کا مؤثر ذریعہ

سب سے پہلا سوال نیوزی لینڈ سے تشریف لانے والے ایک دوست نے کیا کہ نیوزی لینڈ کے لوگ مذہب کے معاملہ میں بڑے سخت ہیں ان کو تبلیغ کیسے کی جائے۔ حضور نے فرمایا اس کے متعلق میں نے نیوزی لینڈ دورہ کے دوران بھی سمجھایا تھا، پتہ نہیں آپ اس وقت تھے یا نہیں مگر باقی جو جماعت تھی ان کو میں نے بتایا تھا کہ ان کو صرف روحانیت کے ذریعہ اسلام کی طرف پھیرا جاسکتا ہے۔ دلائل کے ایچ پیچ میں وہ نہیں آئیں گے، نہ اس میں وہ زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ عیسائیت کے ساتھ بھی انہوں نے فراڈ کیا ہوا ہے۔ نام عیسائیوں والے بنا لئے، بڑی تعداد میں لوگ عیسائی ہو گئے لیکن جب آپ ان سے براہ راست پوچھیں کہ تمہارا مذہب کیا ہے تو وہ اپنا پرانا مذہب ہی بتاتے ہیں۔ عیسائیت میں ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے مگر عیسائیت نے اپنی سیاسی طاقت کو بڑھانے کے لئے اور استحکام کی خاطر بڑی بڑی قوموں کو اس طرح قبضہ میں کر رکھا ہے خواہ نام کے طور پر ہی سہی۔ پھر آگے دوسری تیسری نسل میں ان کے بچے جب تعلیم پاتے ہیں تو کچھ ان میں عیسائی بھی بن جاتے ہیں۔ مگر میں نے جہاں بھی ان سے رابطہ کیا ہے یہاں آکے بھی بعض لوگ ملے ہیں مجھے تو ان میں کوئی عیسائیت دکھائی نہیں دی۔ وہ اپنے پرانے قدیم مذہب کے قائل ہیں حالانکہ وہ ایک مبہم سی چیز ہے جو دراصل ایک کلچر ہے۔ ویسے ان کی روحانیت کی طرف توجہ ہے۔ اس لئے اگر روحانی طور پر دعا کے ذریعہ ان کو روحانیت کا قائل کر کے صرف خدا کی طرف کھینچا جائے تو بعید نہیں کہ وہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائیں۔

نیوزی لینڈ کے لوگوں کے اندر بڑی مضبوط آرگنائزڈ لیڈر شپ ہے۔ عوام الناس سے اس لیڈر شپ کو چھوڑ کر رابطہ کرنا مشکل ہوگا اور لیڈر شپ سے رابطہ کے لئے ایک لمبی محنت درکار ہے کیونکہ ایک دو کے احمدی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، نہ وہ کھل کے مانیں گے۔ اس لئے منصوبہ بندی کر کے ان کی لیڈر شپ کا (Structure) دیکھ کر اس میں مختلف آدمیوں کو مختلف جگہوں پر لگانا تاکہ وہ اپنی کونسل میں فیصلہ کر سکیں کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ یہ جو فیصلہ ہے یہ سب ماتحتوں کو اپنے ساتھ لے آئے گا کیونکہ ان پر ابھی تک ان کا Hold ہے۔ جہاں تک میرا مطالعہ ہے مختلف علاقوں اور مختلف جگہوں کے الگ الگ لیڈر شپ کے گروپ بنے ہوئے ہیں۔ پس آپ یہ کام کریں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا مگر سنجیدگی سے یہ کام کرنا چاہئے۔ اتفاقی رابطوں سے یہ بات نہیں بنتی۔

اب میں وہاں دورہ پر گیا تھا ان کے ساتھ میرے رابطے ہوئے ان کا رجحان پیدا ہوا پھر پیچھے بعد میں Follow up نہیں ہوا، جو سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ یہ تو بڑا محنت طلب کام ہے۔ ایک ایک آدمی کے سپرد کام باقاعدہ ایک مشن کے طور پر ہونا چاہئے کہ یہ کام تمہارے سپرد ہے تم ذمہ دار ہو، تم جواب دہ ہو۔ جو چاہے کرو تم نے یہ کام کرنا ہے۔ اس لحاظ سے امید ہے انشاء اللہ وہاں تبدیلی آجائے گی لیکن کام ذرا منظم طریقہ سے اور دعاؤں کے ساتھ کرنا ہوگا۔ یہ بھی توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے آدمی وہاں رفتہ رفتہ دعاؤں سے غافل ہو جاتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ اس کی اہمیت کتنی ہے۔ وہ کام جو بالکل ناممکن دکھائی دے رہے ہوں جن میں جان نہ پڑے، دعا شروع کریں تو ان میں جان پڑ جاتی ہے۔ پس زندگی ڈالنے والا اللہ ہے، انسان نہیں۔ اس لئے یہ مردہ قوم ہے۔ قومیں بھی مردہ ہوتی ہیں ان میں دعا کی طاقت کے بغیر جان نہیں آسکتی۔ پس آپ ایسے لوگ اس کام پر لگائیں جن کو آپ معین طور پر کہیں کہ اب تم نے ان کے لئے دعاؤں میں لگ جانا ہے۔ ہر سفر سے پہلے دعا کیا کریں۔ ہر ملاقات کے دوران دعا کیا کریں اور پھر انشاء اللہ اس کے فضل سے رفتہ رفتہ کیف تحی الموتیٰ کا نظارہ آپ خود دیکھ لیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا مکالمہ

جب فرعون ڈوب رہا تھا تو اس نے خدا سے کہا: میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں۔ اس وقت خدا نے اسے کہا: تو اب ایمان لاتا ہے جب کہ اس سے پہلے تو نافرمانی کر چکا ہے؟ سوال یہ ہے کہ کیا یہ کشفی نظارہ تھا یا ظاہری کلام تھا؟۔

اس سوال پر حضور نے فرمایا اس سے باقاعدہ گفتگو ہوئی تھی۔ اس بات کو میں نے ایک مضمون میں بھی حوالہ کے طور پر استعمال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک سے کلام کرتا ہے اس کے لئے کوئی خالص بندہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ جو خدا کا سلوک ہے یہ ساری دنیا میں جاری و ساری ہے۔ سائنس دانوں کو بھی الہام کرتا ہے جب وہ محنت اور کوشش کرتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا کلام کرنا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر مولوی پہرہ لگا کر بیٹھ جائے۔ وہ کافر سے بھی کلام کر سکتا ہے اور مومن سے بھی کر سکتا ہے اور کرتا ہے اور اس کی ایک مثال تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بادشاہ ہے جو ملک کہلاتا تھا اس کی رؤیا ہے اور دوسرا فرعون ہے۔ یہ بھی مصر سے تعلق رکھنے والے واقعہ ہے۔ قرآن نے بتادیا کہ فرعون کے ساتھ خدا نے کلام کیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ کے کلام کرنے پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ کا قسمیں کھانے کا مطلب

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے قسمیں کھانے کا ذکر ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ ویسے قسمیں کھانے سے منع کیا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا قسم کا مطلب کسی کو گواہ ٹھہرانا ہوتا ہے۔ پس خدا جب اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے تو اپنے جلال اور اپنے جمال کو اس بات کا گواہ ٹھہرا لیتا ہے۔ ایک قسم ہے جو لوگ عام طور پر اٹھاتے ہیں، کہتے ہیں خدا کی قسم، خدا کی قسم، یہ لغویات میں شمار ہوتی ہے۔ ایک قسم ہے جو مشرکانہ قسم ہے اور وہ منع ہے اور اس میں اور قرآن کریم کی قسموں میں فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ جب کوئی معبودان باطلہ کی قسم کھاتے ہوئے ستاروں کا نام لیتا ہے کہ فلاں شعریٰ کی قسم یا فلاں ستارے کی قسم تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ میرا خدا ہے، وہ میرا گواہ ہے۔ یہ قسمیں حرام ہیں یعنی غیر اللہ کی قسم کھانا اور فرضی خدا خواہ وہ ستارے کہلائیں یا جو مرضی ہوں ان کی قسمیں کھانا حرام ہیں۔ واقعاتی قسم کھانا صرف گواہی کے طور پر ہے۔ چنانچہ قرآن کریم آسمان کی قسم کھاتا ہے اور زمین کی قسم کھاتا ہے اور بے شمار دوسری قسمیں جو آئندہ زمانہ کے واقعات سے تعلق رکھتی ہیں ان کے تعلق میں قرآن کریم حلفیہ بیان دیتا ہے مثلاً ﴿والسماء ذات الحبك﴾ اس آسمان کی قسم جو رستوں والا ہے۔ اب وہ رستے جو آسمان پر بنے ہیں روزانہ سیر کو جائیں تو آسمان پر سڑکیں بنی ہوئی ہوتی ہیں اور ویسے بھی اب انہوں نے ہوائی جہازوں کی گزرگاہیں مقرر کر دی ہیں۔ کوئی نچلے درجہ کی سڑک ہے، کوئی اوپر سڑک چل رہی ہے، کچھ اس سے اوپر تاکہ حادثے نہ ہوں۔ پس قرآن کریم نے جو قسم کھائی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذباللہ یہ کوئی حرام قسم کھائی گئی ہے۔ غلط معبودوں کی قسم ہے۔ اس میں دراصل ان واقعات کو گواہ ٹھہرا لیا گیا ہے کہ جب وہ ظاہر ہوں گے اس وقت آخری دور کی جو پیشگوئیاں ہیں وہ پوری ہونی شروع ہو جائیں گی۔

صداقت قرآن کی ایک حیرت انگیز گواہی

﴿والسماء ذات البروج والیوم الموعود و شاهد و مشهود﴾ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کو ان قسموں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ "والسماء ذات البروج" وہ آسمان جو برجوں والا ہے۔ "والیوم الموعود" اور وہ دن جس کا وعدہ دیا گیا ہے یعنی مسیح موعود مگر وعدہ دیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ کے تعلق میں۔ وہ یوم موعود جب شاہد اور مشہود ایک ہو جائیں گے یعنی مشہود اور شاہد جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے ﴿یتلوه شاهد منه﴾ اس کے پیچھے ایک شاہد آئے گا۔ جب یہ دور اکٹھے ہو جائیں گے۔ یعنی شاہد اپنے مشہود کے ساتھ مل جائے گا اس کی قسم کھا کر پھر احمدیوں کے اوپر جو مختلف قسم کے دردناک ابتلا ڈالے جاتے ہیں ان کا ذکر شروع کر دیا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پارٹیشن سے بھی پہلے انہی آیات کے حوالے سے ۱۹۵۳ء کے فسادات کا تفصیلی نقشہ کھینچا ہے۔ اس سے دیکھیں ایک حیرت انگیز گواہی قرآن کریم ایک صداقت کے طور پر بھی ملتی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی بھی۔ آپ نے یہ جو استنباط کیا کہ یہ مسیح موعودؑ کے دور کی باتیں ہیں تو اس وقت کوئی آنکھ دیکھ بھی نہیں سکتی تھی کہ کس قسم کا نقشہ ہوگا۔ آپ نے بتایا کہ ان آیات سے تو اللہ تعالیٰ یہ ظاہر فرما رہا ہے کہ ایسا وقت آئے گا جب کہ احمدیوں کے گھروں کو آگ لگائی جائے گی اور ان کے سامان لوٹ لئے جائیں گے اور وقت کی حکومت تماشا دیکھے گی۔ لوگ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہوں گے احمدیوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا، کوئی پولیس ان کی مدد کو نہیں آئے گی بلکہ وہ تماش بینوں میں شامل ہو گی۔ غرضیکہ اتنا تفصیل سے نقشہ کھینچا ہے لگتا ہے کہ ۱۹۵۳ء کا اخبار پڑھ کر کوئی شخص بیان کر رہا ہے۔ تقریباً چودہ سو سال پہلے جو آیات نازل ہوئی تھیں ان کے حوالے سے مستقبل کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے جو بعینہ پورا ہو جاتا ہے۔

پس یہ قسمیں ہیں یعنی ایسے حالات کو گواہ ٹھہرا لیا گیا جنہوں نے لازماً وقوع پذیر ہونا ہے اور ان میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ جب وہ واقعات رونما ہو جاتے ہیں تو پھر پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی گواہی دے کر لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے کے لئے ایک بہت ہی مضبوط دلیل قائم فرمائی ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ امت مسلمہ کے مختلف فرقے

روافض میں سے مندرجہ ذیل فرقے کسی نہ کسی رنگ میں حلول اور آئمہ کے الٰہ ہونے کے قائل ہیں۔

السبئیه، البیانیه، الجناحیه، الخطابیه، الشریعیه۔ یہ سب فرقے اگرچہ نابود ہو چکے ہیں تاہم ان کے نظریات فاسدہ کسی نہ کسی صورت میں موجودہ فرقوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً آغا خانی حلول کے قائل ہیں۔ امام ناطق، تناسخ اور اباحت کے نظریہ کو مانتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ شریعت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اور باطن کو صرف امام الزمان اور اس کے داعی جانتے ہیں۔

گمراہ فرقوں کے قائدین کی اصلیت

مذکورہ تصریحات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان فرقوں کے قائدین زیادہ تر موالی اور فارسی عناصر تھے۔ جن میں مجوسی، یہودی اور عیسائی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مل جل گئے ہیں اور ائمہ اہل بیت کی آڑ لے کر یہ اپنے فاسد عقائد کا بیج نومسلموں کے دلوں میں بوتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات تو ائمہ اہل بیت کو ان کے اس قسم کے عقائد اور ان کی سرگرمیوں کی خبر تک نہ ہوتی تھی جو ان کی طرف منسوب کر کے یہ باطل پرست پھیلا رہے ہوتے تھے کیونکہ دور رہنے والے عوام کی پہنچ ان ائمہ اہل بیت تک نہ تھی۔ اور اگر کبھی ائمہ اہل بیت کے علم میں ایسی باتیں آجاتیں اور وہ ان کی تردید کرتے تو یہ ابلیس کے نمائندے عوام کالانعام کو یہ کہہ دیتے کہ دراصل ائمہ تقیہ کرتے ہیں ان کے اصل خیالات وہی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں لیکن فتنہ سے بچنے کے لئے انہوں نے کچھ اور ظاہر کیا ہے۔ یا یہ لوگ عوام تک ائمہ کی بات پہنچنے نہ دیتے تھے اور امام کی وفات کے بعد اس کے خود ساختہ وصی بن کر اقتدار پر قابض ہو جاتے اور اسطرح عوام کو لوٹتے اور انہیں گمراہ کرتے جیسا کہ امام جعفر صادق کی سوانح حیات سے ظاہر ہے کہ ان کی طرف متضاد قسم کے ایسے خیالات اور نظریات منسوب کئے گئے ہیں جو امام ہدیٰ کی شان کے بالکل خلاف ہیں۔ غرض یہ سب کچھ انہی تلبیسی عناصر کی کارستانی تھی۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 1NG

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ابتدائی حالاتِ زندگی

حضرت حافظ حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ ۱۸۴۱ء میں بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کا شجرہ نسب ۳۴ویں پشت پر حضرت عمرؓ سے مل جاتا ہے اس لحاظ سے آپؓ قریشی ہاشمی فاروقی تھے۔ آپؓ کل سات بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ آپؓ کے والد ماجد حضرت حافظ غلام رسول صاحب قرآن کریم کے عاشق تھے۔ ان کے آباء واجداد میں سے کم از کم دس افراد حافظِ قرآن تھے اور انہیں قرآن کریم کے نسخے خریدنے اور دوسروں کو مفت ہدیہ کرنے کا بہت شوق تھا اور اس بارہ میں وہ بے دریغ روپیہ خرچ کرتے تھے۔ اسی طرح انہیں تحصیل علم کا بھی بے انتہا شوق تھا۔ چنانچہ یہ دونوں خوبیاں سیدنا نورالدینؓ کو وراثت میں ملیں۔ آپؓ کی حیاتِ مبارکہ کے ابتدائی حالات پر مکرم پرویز پروازی صاحب کا مضمون ہفت روزہ "بدر" ۱۵ مئی کی زینت ہے۔

سیدنا نورالدینؓ نے ابتداء میں تدریس کا پیشہ اختیار کیا تھا مگر جلد ہی عربی زبان اور حکمت سیکھنے کیلئے نکل کھڑے ہوئے اور رامپور میں حافظ عبدالحق صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں آپؓ نے حصول علم کے لئے اتنی محنت کی کہ بیمار ہوگئے اور پھر طب کے شوق کو پورا کرنے کیلئے لکھنؤ کے حکیم علی حسین صاحب کی شاگردی اختیار کی۔ لکھنؤ پہنچ کر ہی آپ نے اپنی زندگی میں پہلی بار خود روٹی پکانے کی کوشش کی۔ چنانچہ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں روٹی پکانے کی جو ترکیب آئی اس کے مطابق آٹا پانی میں گھول کر توے پر ڈال دیا اس مائع آٹا کے روٹی کی طرح پکنے کا انتظار کرنے لگے۔ یہ آٹا کوئلہ بن گیا لیکن اس نے توے کا دامن نہ چھوڑا۔ یہ دیکھ کر آپؓ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی "بار الٰہا! یہ تو میرے بس کا روگ نہیں۔ تو کیوں اپنے رزق کو ضائع کروانا چاہتا ہے"۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے بندے کا یہ بے تکلفانہ شکوہ اتنا پسند آیا کہ جب آپؓ درس لینے کیلئے حکیم صاحب کے پاس پہنچے تو انہوں نے اصرار کے ساتھ آپؓ کی رہائش اور کھانے کا انتظام اپنے ہاں کر دیا۔ حضورؓ نے وہاں رہ کر قریباً دو برس تک طب کی تعلیم حاصل کی اور پھر قرآن اور حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھوپال چلے گئے۔

بھوپال پہنچ کر اپنا سامان ایک سرائے میں رکھ کر آپؓ شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب واپس پہنچے تو دیکھا کہ سامان تو جوں کا توں موجود ہے لیکن اس میں سے رقم ساری غائب ہے۔ چنانچہ آپؓ ایک مسجد میں اٹھ آئے۔ تین روز فاقہ میں گزرے۔ پھر ریاست کے منشی جمال الدین نماز کے لئے تشریف لائے۔ ایک شخص کو کسمپرسی میں دیکھا تو ہمراہیوں کو استفسار کے لئے بھیجا۔ آپؓ نے کوئی سیدھا جواب نہ دیا۔ منشی صاحب زیرک آدمی تھے، خود آئے کچھ سوالات کئے اور پھر اپنی نبض دکھائی۔ آپؓ نے نسخہ تجویز کیا اور منشی صاحب نے آپؓ کو کھانے کی دعوت دی۔ آپ نے قبول نہ کی تو انہوں نے کہا کہ رسول کریمؐ نے دعوت کے انکار کو پسند نہیں فرمایا۔ اس پر آپؓ راضی ہوگئے۔ منشی صاحب کا ایک فرستادہ آپؓ کو لینے کو حاضر ہوا تو آپ نے اسے بتایا کہ آپؓ میں چلنے کی بھی سکت نہیں ہے۔ اس نے آپؓ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور منزل تک پہنچایا۔

بھوپال میں قیام کے دوران ہی ایک امیر زادہ کا علاج کیا تو اس نے اتنا روپیہ پیش کیا کہ حج واجب ہوگیا چنانچہ آپؓ حج کی نیت سے حجاز مقدس روانہ ہوگئے۔ آپؓ کے استاد نے روانگی سے پہلے آپؓ کو نصیحت کی "نورالدین! خدا نہ بننا اور نہ خدا کا رسول"۔ آپؓ کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ یہ قدرت صرف اللہ کو حاصل ہے کہ جو چاہتا ہے کر لیتا ہے اور یہ امر صرف رسولوں کو سزاوار ہے کہ ان کی بات نہ ماننے والے غضب کے مورد بنتے ہیں۔ اگر لوگ تمہاری بات نہ مانیں تو یہ نہ سمجھنا کہ وہ سارے جہنمی ہیں۔

حضرت نورالدینؓ بمبئی سے بحری جہاز پر جدہ کیلئے روانہ ہوئے، مکہ تک کا سفر اونٹ پر کیا۔ مکہ میں علماء سے درس حدیث لینا شروع کیا، پھر مدینہ منورہ جاکر تحصیل علم کی۔ واپس تشریف لائے تو بہت سی کتب ساتھ لائے یعنی ذہن بھی علم سے معمور تھا اور سامان بھی۔ بھیرہ پہنچ کر حکمت کا کام شروع کیا تو دور دور سے مریض آنے لگے۔ آپؓ نے مطب کیلئے ایک بڑا مکان تعمیر کروایا جس سے آپؓ ۱۲۰۰ روپے کے مقروض ہوگئے۔ اس رقم کی ادائیگی کی سبیل دیکھئے کہ آپؓ بھیرہ سے سفر پر نکل کھڑے ہوئے اور ایک دوست سے کوٹ مستعار لیا۔ سٹیشن پر پہنچ کر ٹکٹ کی خرید کیلئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب میں اتنی ہی رقم موجود تھی جتنی لاہور جانے کیلئے درکار تھی۔ لاہور پہنچ کر آپؓ دھلی کا ٹکٹ خریدنا چاہتے تھے تو ایک شناسا نے دور سے آپؓ کو دیکھا اور اپنے ذرائع سے ٹکٹ لے کر خدمت میں پیش کیا۔ آپؓ نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو دوست نے اصرار کے ساتھ کہا کہ وہ کسی قیمت پر پیسے وصول نہیں کرے گا۔ دھلی میں ایک بار پھر منشی جمال الدین سے ملاقات ہوئی جن کا داماد بیمار تھا۔ انہوں نے آپؓ کو اپنے پاس ٹھہرالیا اور پہلے ۵۰۰ اور کچھ عرصہ بعد ۷۰۰ روپے پیش کئے چنانچہ سارا قرضہ اتر گیا۔

کچھ عرصہ بعد ایک رویاء کے تحت حضرت نورالدینؓ کشمیر چلے گئے جہاں آپ شاہی طبیب مقرر ہوئے اور ۱۵ برس تک اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔ وہیں آپؓ نے قرآن حفظ کرنے کی سعادت پائی۔

-......☆......☆......☆......-

ہفت روزہ "بدر" ۱۵؍مئی کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال جلسہ سالانہ قادیان کیلئے ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۹۷ء کی تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

-......☆......☆......☆......-

خلافت لائبریری ربوہ

خلافت لائبریری ربوہ کا شمار مواد اور انتظام کے لحاظ سے پاکستان کی ممتاز لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ لائبریری میں اس وقت کتب کی تعداد ایک لاکھ تین ھزار سے زائد ہے جبکہ ۱۱۰؍ رسائل اور ۱۵؍ اخبارات باقاعدہ آتے ہیں۔ لائبریری میں مختلف سیکشن قائم ہیں مثلاً بچوں، طلباء، نابینا افراد کے سیکشن اور آڈیو، وڈیو سیکشن وغیرہ۔ یہاں کتب تک قارئین کو براہ راست رسائی حاصل ہے۔ لائبریری میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض قلمی نسخے اور بہت سی قیمتی دستاویزات بھی محفوظ ہیں۔ ۲۵؍ افراد کا عملہ فون، فیکس اور خطوط کے ذریعے حوالہ جاتی خدمات مہیا کرنے پر مامور ہے اور لائبریری میں کتب کی جلد بندی، فوٹو کاپی، لیمی نیشن اور مائیکرو فلم تیار کرنے کا انتظام بھی موجود ہے۔ خلافت لائبریری ربوہ کے بارے میں ایک مختصر مضمون ماہنامہ "مصباح" اپریل ۹۷ء میں مکرمہ صائمہ مریم صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

-......☆......☆......☆......-

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

برے رجحانات کے جینز رکھنے پر بچہ کو پیدائش سے قبل ہی مار دینا مناسب ہے یا نہیں؟

کیا ایسے جنین (Embryos) جن میں ہم جنس پرستی کے رجحان کا جین (Gene) نظر آئے انہیں پیدائش سے پہلے ہی ختم کر دینا مناسب ہوگا یا نہیں؟ اس سوال کا جواب امریکہ کے ایک نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر جیمز واٹسن یہ دیتے ہیں کہ اگر آپ کو وہ جین مل جائے جو انسان کا میلان طبع ہم جنس پرستی کی طرف متعین کرتا ہے اور اس کی ماں کہے کہ مجھے اس طرح کا بچہ نہیں چاہئے تو بہتر یہ ہے کہ اسے حمل ضائع کرنے دیں۔ (گویا Nip the evil in the Bud والی بات ہے)۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے نیویارک والے گھر میں سنڈے ٹیلیگراف کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ مجھے یاد ہے ایک ماں ترستی تھی کہ اس کے بیٹے کے ہاں اولاد ہو اور وہ اپنے پوتے پوتی کو دیکھے لیکن اس کے سامنے اس کا بیٹا اس طرف نہیں آرہا تھا۔ اس ماں کے لئے اس کے بیٹے کا ہم جنس پرست ہونا اس کی زندگی کا سب سے بڑا دکھ تھا۔ ایسی صورت میں اگر ماں کو بچے کے رجحان کا پیدائش سے پہلے علم ہو جائے اور وہ اسے ختم کرنا چاہے تو میں کون ہوتا ہوں کہ اسے مجبور کروں کہ تم ضرور ایسے بچہ کی ماں بنو جو تمہیں ساری عمر دکھ میں مبتلا رکھے۔

ڈاکٹر جیمز واٹسن کے اس بیان پر کئی ڈاکٹروں نے سخت تنقید کی ہے کہ یہ امر خاصہ مابہ النزاع ہے کہ کسی بچہ کو پیدائش سے پہلے ہی اس جرم میں مار دیا جائے کہ وہ بڑا ہو کر سدومی بنے گا۔

ڈاکٹر واٹسن وہ ہیں جنہوں نے DNA دریافت کیا تھا اور ۱۹۸۹ء میں ایک ایسے بین الاقوامی ادارہ کے امریکی شاخ کے ڈائریکٹر تھے جو اس کوشش میں تھا کہ انسان کے اندر پائے جانے والے دو لاکھ جینز (Genes) کی شناخت کی جائے۔ بعد میں وہ اس ادارہ سے علیحدہ ہوگئے تھے۔ (دی ٹیلیگراف لندن بحوالہ سڈنی مارننگ ہیرلڈ، ۹۷-۲-۱۸)

ہر انسان کے جسم میں تقریباً دس ہزار ارب خلیات (Cells) ہوتے ہیں ہر خلیہ کے مرکز (Nucleus) میں اس کا ڈی۔این۔اے ہوتا ہے جس کے اندر پچاس ہزار تا ایک لاکھ جینز ہوتے ہیں۔ یہ جینز انسان کو وہ بناتے ہیں جو وہ ہے۔ انسان کا رنگ و نسل، قد، موروثی خوبیاں، خامیاں، عادات سب اس کے اندر ودیعت کی ہوئی ہوتی ہیں۔ بچے جہاں اپنے والدین بلکہ کئی کئی پشتوں کے آباؤاجداد کی خوبیوں کے وارث بنتے ہیں وہاں ان کی خرابیوں، بیماریوں اور عادات وغیرہ کو بھی ورثہ میں پا سکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر بالفرض بچہ کی پیدائش سے پہلے یہ علم ہو جائے کہ بچہ کے کسی موذی مرض میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے تو بچہ کو پیدا ہونے سے پہلے ہی مار دینا جائز ہوگا؟ جسمانی بیماریوں کے علاوہ بعض خطرناک اخلاقی بیماریاں بھی جینز میں پائی جاسکتی ہیں۔ مثلاً اگر یہ پتہ چل جائے کہ بچہ نے ورثہ میں خطرناک حد تک غصہ کے جینز پائے ہیں اور اس میں خطرناک ڈاکو بننے کا رجحان پایا جاتا ہے تو کیا اسے حالت جنین میں ہی ختم کرنا جائز ہوگا؟ یہ تو وقوعہ جرم بلکہ ارادہ جرم سے بھی پہلے سزا دینے والی بات ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایسے جینز رکھنے والا شخص اپنی شعوری کوشش سے اصلاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر سکتا اور اس سے جرم سرزد ہو جائے جو ایک لحاظ سے بے اختیاری والی بات ہے تو کیا وہ مستوجب سزا ہوگا یا نہیں یا کم از کم نرم سزا کا حق دار نہیں ہوگا۔ اگر ایسا تسلیم کر لیا جائے تو دنیا کے قوانین کی حد تک تو جزا سزا کا تصور ہی درہم برہم ہو جائے گا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اول تو فطرت انسانی ابتداءً صحیح یا نیوٹرل ہی تھی لیکن ماں باپ ماحول اور غذا وغیرہ جو پشت ہا پشت چلتے ہیں انسان کو خراب رجحانات عطا کر دیتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہر انسان کی فطرت ہی ایسے واقع ہوئی ہے کہ اس میں اچھے برے رجحانات و میلانات پیدائشی طور پر موجود ہوتے ہیں گویا ﴿فالھمھا فجورھا و تقوٰھا﴾ (الشمس: ۹) کا ایک عمل پیدائش سے بھی پہلے شروع ہو جاتا ہے اور اچھے برے دونوں رجحانات اس کے اندر رکھ دیئے جاتے ہیں تا وہ کشمکش اور جدوجہد کے نتیجہ میں ترقی کر سکے۔ اللہ تو اس سے پاک ہے کہ وہ فسق و فجور کے خیالات دل میں ڈالے یا میلانات طبیعت میں رکھے لیکن چونکہ اچھے برے نتائج اسی کے قانون کے تحت نکلتے ہیں اس لئے اچھے اور برے دونوں رجحانات کا طبیعت میں ڈالے جانا خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا دوسرا عمل اس وقت ہوتا ہے جب انسان خود اپنے دل سے اچھے برے کا فیصلہ کرنے کا اہل ہو جاتا ہے اور گناہ اس کے سینے میں کھٹکنے لگ جاتا ہے۔ اس کا تیسرا عمل اس ہدایت کے ذریعہ ہوتا ہے جو انبیاء لاتے ہیں اور انسانوں پر فسق و فجور اور نیکی و تقویٰ کی راہوں کو واضح کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو وہ سب کمزوریوں کی دعا و استغفار اور تدبیر و مجاہدہ کے نتیجہ میں پردہ پوشی کر دیا کرتا ہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہوتا اور انسان اپنے پیدائشی رجحانات پر عمل کرنے پر مجبور ہوتا تو اللہ پر الزام آتا کہ جب اس نے خود ہی گناہ پر پابند کر دیا ہے تو سزا کیسی اور ایسے ہی نیک رجحان کے تحت نیکی کرنے کا ثواب کیسا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "غرض سب بے اعتدالیوں اور بدیوں کی طرف جانا انسان کی ایک حالت ہے جو اخلاقی حالت سے پہلے اس پر طبعاً غالب ہوتی ہے اور یہ حالت اس وقت تک طبعی کہلاتی ہے جب تک انسان عقل اور معرفت کے زیر سایہ نہیں چلتا بلکہ چارپایوں کی طرح کھانے پینے، سونے جاگنے یا غصہ اور جوش دکھلانے وغیرہ امور میں طبعی جذبات کا پیرو رہتا ہے"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳)

الغرض اچھے برے دونوں رجحانات انسان کی طبعی حالت اور متوازن فطرت کا خاصہ ہیں اور پیدائش سے پہلے ہی خراب رجحانات کا اندازہ کرکے بچے کا قتل مناسب نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther-rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
18/7/97 - 24/7/97

Please Note that programme and timings may Change without prior notice.
All times are given in British Standard Time.
For more information please phone or fax +44 181 874 8344

12 RABI'AL AWAL
Friday 18th July 97

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat (Part 4) (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 31 (9.6.94) (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira : Mehfil-e-Na'at
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 17
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London (17.7.97)
14.00	Bengali Programme
15.00	Huzoor's Mulaqzt With Urdu Speaking Friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Friday Sermon By Huzoor (R)
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
20.30	Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30	Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45	Huzoor's Mulaqzt With Urdu Speaking Friends (R)

13 RABI'AL AWAL
Saturday 19th July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	M.T.A. U.S.A. Production : Response To Phil Arms , A Christian Priest By: M.A. Cheema Sahib (No. 10)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone -Part 17
05.00	Huzoor's Mulaqzt With Urdu Speaking Friends (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Saraiki Programme
08.00	Medical Matters with Dr M.H. Khan
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Class
11.00	Interview : Advocate Mirza Abdul Haq, Ameer of Punjab (Part 3)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, At Nasirabad , Sindh (18.2.84)
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Class - 19.7.97
16.00	Liqaa Maal Arab
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Waqfeen-eNau & Nasirat Muzaffargarh
19.00	German Service
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings : Rohani Khazaine
22.00	Children's Class - 19.7.97 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

14 RABI'AL AWAL
Sunday 20th July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner :Waqfeen-eNau & Nasirat Muzaffargarh
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	M.T.A. U.S.A. Production: Interview - Br. Abdul Haleem (President Washington Jamaat)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Class -19.7.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner :Waqfeen-eNau & Nasirat Muzaffargarh
07.00	Friday Sermon By Huzoor, (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Around The Globe : Space Shuttle Transport For Tomorrow (Part 2)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Huzoor At Bait ur Rasheed , Germany, (17.5.97) (Part 2)
14.00	Bengali Programme
15.00	Huzoor's Mulaqat With English Speaking Friends
16.00	Liqaa Maal Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat ,Hadith
19.00	German Service
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi : Rabwah Vs Karachi
21.30	Dars-ul-Quran (No. 8) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.30	Learning Chinese

14 RABI'AL AWAL
Monday 21st July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 7)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe: Space Shuttle Transport For Tomorrow (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Huzoor's Mulaqat With English Speaking Friends (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 7) (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 8) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30	Bait Bazi : Rabwah Vs Karachi
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	M.T.A. Sports - Basketball Match Hyderabad Vs Rabwah
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00	German Service
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Norwegian

15 RABI'AL AWAL
Tuesday 22nd July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	M.T.A. Sports - Basketball Match Hyderabad Vs Rabwah (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters :"Diseases of the Teeth" Host : Dr. Sultan A. Mobashir Guest : Dr. Naseer A. Khan (Part 2)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives- Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London, U.K. (25.5.90)
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00	German Service
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

16 RABI'AL AWAL
Wednesday 23rd July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters : "Diseases of the Teeth" Host : Dr. Sultan A. Mobashir Guest : Dr. Naseer A. Khan (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Quiz "Seerat Hadhrat Khalifatul Masih I " (Part 2)
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Masih Maud (A.S) : Hadhrat Maulvi Fazal M. Harsiyan
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Bengali Programme
14.45	Tarjumatul Quran Class
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Service
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah -Gulab Jamun
21.45	Tarjumatul Quran Class (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Prog. : Qaseedah/Nazm

17 RABI'AL AWAL
Thursday 24th July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon : Basketball Tournament - Markham Vs Vaughan (Final)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Prog. - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Sindhi Programme -Translation of Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (20.10.95)
08.00	Quiz Programme - History Of Ahmadiyyat (Part 5)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Al Maidah - Gulab Jamun (R)
11.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 32 (10.6.94) (Part 1)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Prog: Q/A Session With Guests From Russia & Kazakhistan Session 4 (21.5.94) (Part 1)
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00	German Service
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira : An Evening With Akram Mehmood
20.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

Some Highlights

Programmes With Huzoor

Everyday :
Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class
Monday & Thursday :
Homoeopathy Class
Tuesday & Wednesday :
Tarjumatul Quran Class
Old Friday Sermon from the Archives
Friday :
Friday Sermon (Live)
Mulaqat with Urdu Speaking Guests
Saturday :
Children's Class
Question & Answer Session (Old)
Sunday :
Mulaqat with English Speaking Guests
Question & Answer Session (New)
Dars-ul-Quran

Programmes in Different Languages

Everyday	German & Bengali
Sunday	Albanian
Monday	Indonesian & Turkish
Tuesday	Norwegian
Wednesday	French /Swahili
Thursday	Russian / Bosnian

Other Regular Features

Monday	
Bait Bazi	At 08.30
MTA Sports	at 11.00
Rohani Khazaine	at 21.00
Tuesday	
MTA Sports	at 02.00
Rohani Khazaine	at 08.00
Medical Matters	at 11.00
Hamari Kaenat	at 21.00
Hikayat -e-Shereen	at 23.30
Wednesday :	
Medical Matters	at 02.00
Hamari Kaenat	at 08.00
Al-Maidah	at 21.00
Thursday :	
Quiz Programme	at 08.00
Al-Maidah	at 11.00
Bazm-e-Moshaira	at 21.00
Friday :	
Quiz Programme	at 02.00
Bazm-e-Moshaira	at 08.00
Computers For Everyone	at 04.00
Medical Matters	at 20.30
Saturday :	
MTA USA Productions	at 02.00
Computers For Everyone	at 04.00
Medical Matters	at 08.00
Hikayat -e-Shereen	at 23.30
Sunday :	
MTA USA Productions	at 02.00
Bait Bazi	At 21.30

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, July 18, 1997 No 29

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

مسلم دنیا کے لئے سائنسی چیلنج

عرصہ ہوا کہ پاکستان کے نامور محقق اور شاہکار اردو کے مؤلف جناب سید قاسم محمود نے "اسلامی سائنس" کے نام سے ایک معلومات افروز کتاب شائع فرمائی۔ یہ کتاب انہوں نے "پاکستان کے پوری دنیا کے عظیم سائنس دان پروفیسر عبدالسلام کے نام" معنون کر کے اپنی روشن خیالی اور علم نوازی کا ثبوت دیا۔ اور ڈاکٹر عبدالسلام کے عمر بھر کے مشن کی بھرپور ترجمانی کرتے ہوئے اس کے دیباچہ میں لکھا:

"آپ پاکستان کے کسی بھی بڑے کتب خانے میں چلے جایئے آپ کو جابر بن حیان، ابو معشر، فارابی، بوزجانی، ابن یونس، البتانی، رازی، ابن سینا، ابن مسکویہ، ابن حوقل، ابن الہیثم، المسعودی، البیرونی، عمر خیام، ابی اصیبعہ، ابن نفیس، مجریطی، زہراوی، ابن باجہ، ابن عوام، ابن بیطار، طوسی، قطب الدین شیرازی...... یہ سینکڑوں ہزاروں سائنس دان جنہوں نے نہ جانے کیسی کیسی آفتیں اپنے اوپر جھیل کر اور شاہان وقت کے ناروا سلوک برداشت کر کے علم کی شمع کو روشن کئے رکھا۔ ان پر آپ کو ایک ڈھنگ کی کتاب بھی نہیں ملے گی۔ چند مضامین ملیں گے وہ بھی ایک دوسرے کی نقل اور ان مضامین کے مخاطب بھی طلبہ نہیں ہیں بلکہ ایسا ہے کہ عیسیٰ، بڑھے نفوسی۔ مؤرخ دوسرے مؤرخ کے لئے اور دانشور دوسرے دانشور ہی کے لئے لکھتا ہے۔ "قارئین کرام" کو حلقہ تحریر سے باہر ہی رکھا جاتا ہے۔

عصر حاضر کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا چیلنج جس کو قبول کر کے ہی پاکستان یا دنیائے اسلام کا کوئی اور ملک یا سابقہ غلام ترقی پذیر دنیا کا کوئی اور ملک "خود انحصاری" جیسے دلفریب خواب کو شرمندہ تعبیر کر سکتا ہے، سائنس اور فقط سائنس کا دامن مضبوطی سے تھامنا ہے۔

اس موقع پر عقائد کی پرانی لڑائیاں از سر نو لڑنے اور وہی فلسفیانہ موشگافیوں کے زنگ آلود ہتھیار دوبارہ میان سے نکالنے سے پھر وہی خرابیاں پیدا ہوں گی جس کے سبب کئی صدیوں پہلے روح اسلام کو تنزل کی خاک چاٹ گئی تھی۔

اگر جینا ہے، ایک باوقار ملت کی طرح، شاندار مستقبل میں آزادانہ جینا ہے تو اس منزل کی طرف جانے والا کوئی مختصر راستہ نہیں ہے۔ طویل بہت طویل راستہ ہے پہلے اپنے معاشرے میں سے مذہبی جنون کا درجہ حرارت اعتدال پر لانا ہوگا (کم از کم پچاس برس)، پھر جہالت، ناخواندگی، اوہام پرستی اور ضعیف الاعتقادی کے بت توڑنے ہونگے۔ (کم از کم ایک سو سال) یہ اندھیرے ختم ہوں تو پھر علم و دانش اور سائنس کی باتیں شروع کرنے کے لئے ایک ماحول پیدا ہو گا۔ تب صدی دو صدی تراجم کے مرحلے سے گزریں گی تب جا کر کہیں تخلیق و ایجاد کا دور شروع ہونے کی توقع ہے۔

کیا اس وقت تک مغربی تہذیب اور مغربی سائنس ہمیں پوری طرح مغلوب نہ کر لے گی؟ کیا ہم میں آزاد اور خود انحصار اسلامی سائنس اور اسلامی تہذیب کے احیاء و تجدید کے لئے اتنا طویل سفر طے کرنے کی سکت ہے"؟

کتاب مسلم سائنس میں ڈاکٹر عبدالسلام کا ذکر

سید قاسم محمود صاحب نے ایک اور کتاب "مسلم سائنس" بھی سپرد قلم فرمائی جس کے صفحہ ۱۴۹ پر ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کی ایک یادگار تصویر شائع کی نیز آپ کی سوانح اور بے مثال عالمی سائنسی خدمات کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں فرمایا:

"پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ سائنس دان جن کا نام سائنس کی تاریخ میں نوبل انعام کی وجہ سے نہیں بلکہ طبیعات کی انتہائی نازک شاخ "ذرات" میں انتہائی دقیق تحقیقات کے باعث ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ابتدائی تعلیم جھنگ میں پائی۔ ایم ایس سی کی ڈگری گورنمنٹ کالج لاہور سے حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان چلے گئے جہاں کیمبرج یونیورسٹی سے ریاضی اور طبیعات میں ایم ایس سی کی ڈگری لی۔ بعد ازاں اسی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ انہیں سینٹ جان کالج کیمبرج اور پرسٹن یونیورسٹی امریکہ کا فیلو منتخب کیا گیا۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان چلے آئے اور گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ ریاضی کے صدر مقرر ہوئے۔ آئندہ سال ان کی خدمات پنجاب یونیورسٹی کے سپرد کر دی گئیں۔ لیکن یہاں کا سیاسی اور دفتریت کا بیکار ماحول ان کی تخلیقی صلاحیت کو راس نہ آیا اور وہ دوبارہ انگلستان چلے گئے جہاں امپیریل کالج آف سائنس لندن میں ریاضی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ بعد ازاں شعبہ ریاضی کے صدر مامور ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ان کی سائنسی خدمات کے صلے میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی۔ ۱۹۵۷ء میں ہاپکنز پرائز کیمبرج، ۱۹۵۸ء میں کیمبرج یونیورسٹی کے ایڈمنز پرائز، ۱۹۶۱ء میں فزکس سوسائٹی کا میکسویل میڈل، ۱۹۶۴ء میں میکسویل میڈل اور ۱۹۶۸ء میں اقوام متحدہ کا انعام "ایٹم برائے امن" ملا۔ ایک عرصے تک پاکستان کے صدر مملکت کے مشیر سائنس رہے۔ ستمبر ۱۹۷۴ء میں جب قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا گیا تو وہ اس عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ ریاضی اور بالخصوص ذری طبیعات میں تحقیق کی بنا پر انہیں بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔ دنیا کا کوئی ملک اور کوئی بڑی یونیورسٹی ایسی نہیں ہے جس نے ڈاکٹر صاحب کو ان کی خدمات کے اعتراف میں اعلیٰ علمی اعزازات سے نہ نوازا ہو۔ پاکستان، برطانیہ، اٹلی، پیرو، پولینڈ، وینزویلا، اردن، ترکی، بھارت، بنگلہ دیش، نائجیریا، فلپائن، سوڈان، سپین، امریکہ، کینیا، ارجنٹائن اور دوسرے ملکوں سے ڈاکٹر صاحب کو "ڈاکٹریٹ آف سائنس" کی اعزازی ڈگریاں مل چکی ہیں۔ پاکستان ایوارڈز میں ۱۹۵۹ء میں ستارہ پاکستان، ۱۹۷۹ء کا نوبل انعام برائے طبیعیات انہیں دوسرے دو سائنس دانوں کے ہمراہ دیا گیا۔ انہیں یہ اعلیٰ ترین انعام نظریہ وحدت عظمیٰ کے اثبات پر دیا گیا۔

آئین سٹائن کے نظریہ کے مطابق مادے کی چار بنیادی قوتیں ہیں یعنی تجاذب، برقاطیسیت، ایٹم کی طاقتور ذراتی قوت اور ایٹم کی کمزور ذراتی قوت۔ ڈاکٹر سلام نے ریاضی کے فارمولوں اور طبیعیات کے لئے پے بہ پے تجربات کے بعد ثابت کیا کہ ان چاروں قوتوں کے درمیان ایک مشترک بنیاد موجود ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کی بھی طبعی سائنسی تصدیق ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر سلام نے اپنے ریاضیاتی نظریئے کی بنیاد پر لیبارٹری میں بار بار تجربات کرنے کے بعد ثابت کر دیا کہ برقاطیسیت اور کمزور کلیائی طاقت دراصل ایک ہی طاقت ہیں۔

ڈاکٹر سلام نے طبیعیات کی اعلیٰ تحقیق کے لئے ٹریسٹ (اٹلی) میں ایک بین الاقوامی مرکز قائم کیا ہے جس کے وہ بانی صدر ہیں۔ یہاں دنیا بھر کے ماہرین طبیعیات اعلیٰ تربیت حاصل کرتے ہیں۔ یہیں انہوں نے تھرڈ ورلڈ اکیڈمی سائنسز بھی قائم کر دی ہے جہاں تیسری دنیا سے وابستہ نوجوان سائنس دان جمع ہوتے ہیں اور اعلیٰ سائنس کی تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں۔

طبیعیات اور بنیادی ذرات پر اب تک تین سو سے زائد مقالات دنیا بھر کے معیاری جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ پاکستان، اسلامی ممالک اور تیسری دنیا کے دوسرے ترقی پذیر ممالک کی تعلیمی اور سائنسی پالیسی کے بارے میں بھی خصوصی تحقیقی مضامین چھپ چکے ہیں۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس سے ۱۹۷۲ء میں ان کی ایک کتاب "کوانٹم میکانیات کے جدید پہلو" شائع ہوئی تھی۔ گزشتہ برس "بنیادی قوتوں کی وحدت" کے نام سے ایک اور کتاب اسی ادارے سے شائع ہوئی ہے۔ ان کی مشہور و معروف کتاب "ارمان و حقیقت" دراصل ان کے منتخب سائنسی و تعلیمی مقالات کا مجموعہ ہے۔ "پاکستان میں سائنس اور تعلیم" کے نام سے بھی ایک کتاب انگریزی میں شائع ہو چکی ہے"

......☆......☆......☆......

ڈاکٹر عبدالسلام کو زبردست خراج عقیدت ترجمان علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی طرف سے

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (بھارت) کے ترجمان ماہنامہ "تہذیب الاخلاق" نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی علی گڑھ یونیورسٹی میں تشریف آوری کے موقع پر مئی ۱۹۸۹ء کے خصوصی اداریے میں آپ کو زبردست خراج عقیدت ادا کرتے ہوئے لکھا:

خوش آمدید۔ پروفیسر عبدالسلام۔ خوش آمدید

☆**عالم اسلام کے مایہ ناز سائنس دان اور تیسری دنیا کی سائنس کے مسیحا۔**

☆کائنات میں کارفرما قوتوں کے نکتہ دان

☆**الکندی، البیرونی، اور ابن الہیثم کی عظیم روایتوں کے امین و وارث**

☆**اسلامی سائنس کی ٹوٹی کڑی کو پھر سے جوڑنے والے**

☆**عالم اسلام کی علمی پسماندگی پر آشفتہ نوا**

☆ **حکمائے اسلام کے علمی کارناموں کے نقیب۔ خوش آمدید**

خوش آمدید کہ

☆آپ مسلم یونیورسٹی کے طلباء کی یونین کی لائف ممبری قبول کر کے علیگ برادری کے ایک رکن بن گئے ہیں۔

خوش آمدید کہ

☆آپ کی عنایتوں سے ہمارے فزکس اور میتھمیٹکس کے شعبے آپ کے بین الاقوامی مرکز سے وابستہ ہیں۔

خوش آمدید کہ

☆آپ نے سنٹر فار پروموشن آف سائنس اور ماہنامہ تہذیب الاخلاق کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی

خوش آمدید کہ

☆آپ نے سوسائٹی کا سرپرست بننا قبول فرمایا۔

خوش آمدید کہ

☆کہ آپ نے ہمارے ملک کے سائنسی پروگراموں میں گہری دلچسپی لی۔

خوش آمدید کہ

☆آپ سرسید کے خوابوں کی تعبیر ہیں اور آپ کے شب و روز اس فکر میں گزرتے ہیں کہ ؎

جام مے بدلے گئے، پیر مغاں بدلے گئے
ذوق سجدہ کی طلب پر آستاں بدلے گئے
ہر طرف پیمانہ سود و زیاں بدلے گئے
یہ زمیں بدلی گئی، یہ آسماں بدلے گئے
ایک ہلچل ہے بپا، ہیجان ہے طوفان ہے
ملت اسلام کی بستی، مگر سنسان ہے

☆ہم آپ کے ممنون کرم ہیں کہ آپ نے یہاں آنے کی زحمت فرمائی

☆ہم دست بدعا ہیں کہ خدا آپ کو عرصہ دراز تک صحیح و سلامت اور صحت مند رکھے تاکہ آپ کے ہاتھوں دنیائے سائنس اور انسانیت کی خدمات انجام پاتی رہیں"۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُم مزِّقھُم کُلَّ مُمَزَّق وَ سَحِّقھُم تَسحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔